نغمۂ ہزار

۱۳۰۸ھ

نمبر ۲ بابت ماہ رمضان سنہ ۱۳۰۸ھ جلد ۱

بسرپرستی

جناب فیضمآب راجہ چندا پرشاد بہادر خلف الصدق عالیجناب

پیشکار بہادر سرکار عالی المتخلص بہ شادؔ دام اقبالہٗ

مرتبہ

نواب محمد عبد اللہ خانصاحب ضیغم لکھنوی ساکن بلدۂ

حیدرآباد شاگرد رشید حضرت ہوش نبیرہ بلی

مطبع گلزار دکن میں باہتمام محمد رفیع الدین صاحب چھپکر شایع ہوا

قواعد ضروری

یہ گلدستہ مہینے مین ایکبار چہپکر شایع ہوتا ہے
اور ایک مشاعرہ بہی قرار دیا گیا ہے - جو
ہر مہینے کی پہلے جمعہ کو ہوا کریگا -
ان شعرا کو جو مشاعرہ مین تشریف لا کر غزل پڑہتے
ہین اور مجکو دیدیتے ہین یہ گلدستہ مفت دیا جائیگا
جو شایقین اس گلدستہ کی لینے کی خواہش
کرینگے اونسے (عہ) روپئہ سالانہ بہ مد
پیشگی لیا جائیگا -
روسا اور والیان ملک کی قدر دانی پر
موقوف ہے -
مشاعرہ مین طعن و تشنیع کے اشعار اور غزل
پڑہنے کی سخت ممانعت ہے - اور نہ غیر
طرح غزل پڑہنے کی اجازت دی جائیگی -
گیارہ شعر منتخب درج ہونگے زیادہ کے لئے
فی شعر (ار) اجرت لی جائیگی غزل خوشخط
اور صاف لکہکر لانا چاہئے ورنہ غلطے کے
ہم ذمہ دار نہین - جملہ خط و کتابت اس پتہ سے
ہونا چاہئے (حیدرآباد دکن جلالکوچہ)

حضرات

نواب مرزا فصاحت جنگ صاحب داغ نے خواجہ حیدر علی
آتش مرحوم کی غزل پر غزل لکہی ہے اور اسپر
اونکو دعوی ہے ہمنے اپنی یہان کے مشاعرہ مین
وہی مصرعہ طرح قرار دیا ہے اگر مرزا داغ مشاعرہ
مین شریک ہونگے تو حال کہل جائیگا -
اور معلوم ہو جائیگا کہ یہان
بہی ایسے کہنے والے موجود ہین یہ
مشاعرہ ذالحجہ ۱۳۰۰ کے پہلے جمعہ کو ہوگا
اگر شعرائے نامی لکہنو وغیرہ کے غزلین ۲۰ ذالحجہ
تک آجائینگے تو ضرور مشاعرہ مین پڑہے جائینگے
مصرعہ طرح ( ) پہچانی ہوئی ہین یوسف کے خریدار
یہ ضیغم صاحب کے کوشش کا نتیجہ ہے کہ یہ گلدستہ
چہپکر مفت تقسیم ہوتا ہے ونیز ایک مشاعرہ اس گلدستہ
کے لئے ماہانہ قرار دیا گیا ہے ضیغم صاحب کو مشاعرہ
کرنے اور شعر و سخن سے جسقدر شوق ہے سا کنان
بلدہ خوب جانتے ہین -

ق

مصرع طرح

یہہ بھی حسرت تھی کوئی جسکو نکلنے نہ دیا

جلد ۱	بابتہ ماہ رمضان ۱۳۰۸ھ	نمبر ۳

افضل جناب افضل الدولہ منظفر الملک منشی سید افضل علیخان بہادر شوکت جنگ خلف اصغر و شاگرد حضرت اسیر مرحوم لکھنوی

دل سے تنہائی کا ارمان نکلنے نہ دیا
[illegible] کبھی چلنے نہ دیا

[illegible] دل و جگر جان سے خواہاں ہون
اس سے [illegible] تو مجھے اوسنے سنبھلنے نہ دیا

سرد مہری یہ گرمی عداوت کیون یار
برف مین ڈالدیا آگ مین سے جلنے نہ دیا

[illegible] ہین کیف جانا نہین جسا خیری ضعف
تونے خالی بھی [illegible] ہاتون کو ملنے نہ دیا

عکس سے شکل دو [illegible] اوسکو دکھائی دم زیب
زور یکتائی کا آئینہ نے [illegible] جلنے نہ دیا

سب سمجھے ہم خط اوس پردہ نشین کی تحریر
شعر مین لفظ سے معنی کو نکلنے نہ دیا

ذکر رندون کا ہی کیا چاہ نے اس دنیا کی
مردون کو پھیرے ہوتے منہ کبھی جلنے نہ دیا

ساتھ اوس تیر کے جانا ہے تو جا اے دل زار
مجھکو بدنام نگر نا کہ نکلنے نہ دیا

دل ترے تیر کو نکلا ہوا ارمان سمجھا
پاس کے نکلے ہوئے ارمان کو نکلنے نہ دیا

اشک ۔ جناب سید علی حسن صاحب لکھنوی منصبدار ریاست حیدرآباد

شرم نے رنگ قیامت کا بدلنے نہ دیا
دو قدم ناز سے اوس شوخ کو چلنے نہ دیا

دوش پہ لیگئے احباب جنازہ پس مرگ
پاس آداب سے پیدل مجھے چلنے نہ دیا

موسم گل مین بھی زندان سے رہائی نہوئی
پاؤن پکڑے رہی زنجیر نے نکلنے نہ دیا

شادی وصل نہ قسمت نے دکھائی افسوس
بیل منڈھے نہ چڑھی ہوس نے پھلنے نہ دیا

ہوکے ٹھنڈا کیا دل سوز غم فرقت مین
مین ہی چوکا کہ اسے خوب سلے جلنے نہ دیا

مدتون ایڑیان رگڑا کیے پاپڑ بیلے
کبھی بیماری فرقت نے سنبھلنے نہ دیا

جب کوئی چال چلی عشق مین منہ کی کہائی
رنگ پلٹنے کا مقدر نے بدلنے نہ دیا

زہر کہانیکا ارادہ تو کیا ہے دل مین
روز فرقت ہمین دہوکا جو اجل ٹلنے نہ دیا

گالیان ہمکو جو دین رشک سے مانع ہوئے غیر
اور تہوڑا سا اونہین زہر اوگلنے نہ دیا

عمر بھر کاوش مژگانسے رہے ہم بیچین
دل سے اس پھانس کو ظالم نے نکلنے نہ دیا

نرگسین چشم دکھاکر ہمین مارا ہوتا
سیہ تو پلتا ہوا جادو تھا جو سے چلنے نہ دیا

عشق گیسو بھی دل زار کو جنجال ہوا
ایسی کچھ گتھیان ڈالین کہ نکلنے نہ دیا

طفل دل کو مرے بہلا ہی لیا ظالم نے
افعی زلف کی دہشت نے مچلنے نہ دیا

خاک پر سو رہے جا جاکے وہی لوگ ہی اشک
عطر مٹی کا بھی جنکو کبھی ملنے نہ دیا

احسن ۔ جناب حکیم مہدی حسن صاحب لکھنوی

ساکن حیدر آباد

صبر قسمت مین جو قسام ازل نے ندیا — اسلیے غم دل مضطر سے نکلنے ندیا

خاک تربت کا مری شبہہ جو اغیار کو تھا — عطر مٹی کا کبھی یار کو ملنے ندیا

آجتک سمجھے نہ ہم وعدۂ فردا کی غرض — چین اک دن بھی ہمین آپکی کل نے ندیا

دیکھا ای ترک اسے شوقِ خلش کہتے ہین — دل سے باہر تری پیکان کو نکلنے ندیا

ناموافق چمن دہر کی تھی آب و ہوا — نخل امید کبھی پھولنے پھلنے ندیا

ناز و انداز و ادا شوخی و حسن و غمزہ — اے صنم کیا تجھے قسام ازل نے ندیا

خیر گذری کہ فرو ہو گیا طوفان اوٹھکر — دل بھر آیا تھا مگر اشک سے نکلنے ندیا

آپ ہی مین نہ رہے دیکھکے ہم آپکی شکل — بیخودی نے کوئی ارمان سے نکلنے ندیا

کہنے کو کہدیے کچھ شعر مگر ای احسن — تھی ردیف ایسی کہ کچھ لطف غزل نے ندیا

احمد ـ عالیجناب محمد احمد خان بہادر تعلقدار و مجسٹریٹ مرزا گنج وغیرہ لکھنو

غفلتوں نے ہمین تا عمر سنبھلنے ندیا — بخت خفتہ نے رہ راست پہ چلنے ندیا

رشک تہا باد صبا کو بھی یہہ مجھسے پس مرگ — کہ چراغ ایک لحد پر مری جلنے ندیا

زلف چنچال ہوئی جانکی ای جانِ جہان — مرغ دل کو کبھی پھندے سے نکلنے ندیا

اوس مسیحا کو نہ آنے دیا مجھتک جو فلک — دم بھی میرا شب فرقت مین نکلنے ندیا

پیش ارباب سخن پیش کرین کیا یہہ غزل — شعر اچھا کوئی اے فکر نکلنے ندیا

ایسے محتاط رہے عالمِ اسباب مین ہم
ایک چونٹی کو بھی پانوُن تلے کچلنے ندیا

ہاتھ چھونے ندیا بات نکی ظالم نے
وصل کی شب کوئی ارمان نکلنے ندیا

واے اے ضبط کہ گھٹ گھٹ کے ہوا کام تمام
ایک آنسو میری آنکھون سے نکلنے ندیا

آنے کب پائے وہان کشتۂ رفتار کوئی
جسنے کوچہ مین کبھی تیغ کو چلنے ندیا

چرخ احمد کو اودہ ہی مین بٹھایا محروم
پیش نواب دکن بہی کبھی چلنے ندیا

جناب اشہر صاحب

دو قدم غمزے نے سیدہا اونہین چلنے ندیا
نانے قید تنجہ سے نکلنے ندیا

الفت قامت جانان ہوئی آخر آفت
اس عصا نے مجھے پیری مین سنبھلنے ندیا

حق تعالیٰ تری گیسو کی کرے عمر دراز
شب فرقت سے سحر تک جو ڈہلنے ندیا

بیڑی پہنا کے عزیزون نے مجھے منت کی
ہاے طفلی مین بھی زندان سے نکلنے ندیا

چرخ نے دیکھو حسینون مین بھی ڈالا ہی نفاق
مہ و خورشید کو ملکر کبھی چلنے ندیا

یاد مین زلف کی آنسو نہ بہایا مینے
شب تاریک مین لڑکون کو نکلنے ندیا

یار کی شرم کا احسان ہی مجھپر اشہر
کہ اوسے سامنے غیرون کے نکلنے ندیا

احمد۔ جناب علی الدین احمد صاحب نبیرہ محمد ابراہیم صاحب
داروغہ مہر مبارک اعلیحضرت ملازم محکمۂ صرفخاص

اوسنے غازہ بھی رخ صاف پہ ملنے ندیا
دل سے حسرت کو کسی طرح نکلنے ندیا

شام کا وعدہ تھا اونکا گئی جان وقت سحر
ملک الموت نے کچھ دن بھی تو ٹلنے ندیا

زخم کہاتے تھے تری تیغ کے ایسے قاتل
چاندنی مین مجھے یارون نے نکلنے ندیا

عین محفل مین مرا فاش ہوا اٹھا پردا
ضبط نے کام کیا نالہ نکلنے ندیا

دست بوسی کی ہوس رہگئی دلمین قاتل
قتل سے پہلے مجھے تونے سنبھلنے ندیا

کیا لگاٹ اٹھا تیرا چرخ ستمگر ہم نے
ایک ارمان بھی تونے جو نکلنے ندیا

ناپسند اہل سخن جسکو کرین اے احمد
طبع موزون نے وہ مضمون ہی ڈھلنے ندیا

جناب اثر صاحب لکھنوی ساکن حیدرآباد

یان جو دو گام مجھے ضعف نے چلنے ندیا
وان نزاکت نے اونہین گھر سے نکلنے ندیا

ناتوانی کا برا ہو کہ شب وصلت مین
کوئی ارمان مرے دل کا نکلنے ندیا

تھا عروسان چمن کی نظر بد کا جو خوف
مین اونہین لیکے چلا آیا ٹہلنے ندیا

کام کرجاتے ضرور آج یہ دست گستاخ
مجکو تو عطر بھی اوس شوخ نے ملنے ندیا

سرو نے پائی اکڑ جنکی سنا گلشن مین
پا بہ گل کر دیا اللہ نے چلنے ندیا

اونکو وابستہ جو چلنے کی بہت عادت ہی
جلد خنجر بھی مرے حلق پہ چلنے ندیا

باغ چلنے کا تو وعدہ تھا نہ معلوم اثر
کون مانع ہوا کسنے اونہین چلنے ندیا

جناب میر فیاض علی صاحب نیر وحید الدولہ شاگرد جناب اثر

ضبط نالے کو کیا اشک نکلنے ندیا
طفل دل کو کسی صورت سے مچلنے ندیا

تیرے فقرو نمین نہ آیا کبھی مین شکر خدا
جوہر تیرا بت پرفن کبھی چلنے ندیا

جوشِ وحشت مین بہی حاصل نہوئی دشت کی سیر | پاؤن کے آبلون نے رستہ چلنے ندیا
شکر کی جا ہے کہ اعجازِ لبِ جانان نے | شعبدہ چشمِ فسون ساز کا چلنے ندیا

اے اکبر کونسی محفل مین نہ رنگ اپنا جما
کس جگہہ لطف بہلا اپنی غزل نے ندیا

بقا۔ جناب میر بادشا علیصاحب خلف میر وزیر علیصاحب

آہ و فریاد سے کیون دل کو بہلنے ندیا | شکوۂ غیر تھا جو منہ سے نکلنے ندیا
آپ سے آپ کیا سوزِ درون کو ٹھنڈا | نفسِ سرد نے پنکہا مجھے جہلنے ندیا
حسن نے اوسکو اُبہارا تہا مروت نے مگر | آنکہہ تو آنکہہ زبان کو بہی بدلنے ندیا
ایک نے ایک کی ضد کرکے صنم مین کہدلی | سینے دلکو تو مجھے دل نے مچلنے ندیا
ہون وہ لاغر کبہی اوٹھا تو مرے سایہ کی | جہونک نے ایسا گرایا کہ سنبہلنے ندیا
نام بدنام کیا غیرون نے اور یارون نے | نام رکہہ رکہہ کے مجھے نام بدلنے ندیا
کیا غضب کی تہین نگاہین کہ ہوا ذبح نکیون | مارین چہریان مجھے خنجر کو جو چلنے ندیا
نام قسمت کا ہوا ہوکے مخمر یک قسمت | پیچ کس کس کو تری زلف کی بل نے ندیا

اس جفا پر یہہ وفا ہی کہ بقا دل نے مرے
مجکو الزام محبت سے نکلنے ندیا

بادل۔ جناب میر غلام علیصاحب شاگرد جناب [illegible]

مین نے بوسہ جو لیا اوسکے لب شیرین کا | کچہ مجہے ذائقہ پہر قند و عسل نے ندیا
اونکے آتے ہی خوشی سے مین ہوا ان سے بخود | وصل مین بہی دل مضطر نے سنبہلنے ندیا
وہ نہ آنے کا گلہ سنکے یہہ بولے ہنسکر | مین تو آتا تہا نزاکت ہی نے چلنے ندیا

گلشن عارض خوبان کا تصور جو رہا
خلد مین بھی دل باذل کو بہلنے ندیا

جلال ۔ جناب سید ضامن علی صاحب لکھنوی

شوخیون نے تری کچھ کام نکلنے ندیا
رنگ حیرت سے زمانہ کو بدلنے ندیا

مدتون ضبط نے اشک آنکھ سے ڈھلنے ندیا
پھر جو نظرون نے گرایا تو سنبھلنے ندیا

لا لکھا احسان جنازے پہ گرانباری کی
دو قدم کوچۂ محبوب سے چلنے ندیا

اشک شمع کے پروانے کو شکوہ ہی یہی
کیون لگی میری بجھائی ابھی جلنے ندیا

دلمین جو کچھ تھا وہ کہہ ڈالتے مستِ مئی عشق
آگیا ہوش ذرا خم کو اوبلنے ندیا

کبک و طاؤس مین تلوار مقرر چلتی
نازکی نے اوسے گلشن مین ٹہلنے ندیا

آہ تک کر نسکے محفل جانان مین فلک
یہ بھی حسرت تھی کوئی جسکو نکلنے ندیا

ملگئی خاک مین ہر چند اوٹھی اوٹھ نہ سکی
تری ٹھوکر نے قیامت کو سنبھلنے ندیا

بام پر آئے تھے وہ ہم بھی وہین ہوتے جلال
رنگئی کچھ طپش شوق اوچھلنے ندیا

تسکین ۔ جناب محمد عبد السلام صاحب ساکن حیدر آباد

درد فرقت نے مرے دلکو بہلنے ندیا
دو قدم ضعف نے بیمار کو چلنے ندیا

بات کر لیتے دمِ نزع بھلا کیا ہوتا
یہ بھی حسرت تھی کوئی جسکو نکلنے ندیا

جناب حبیب صاحب شاگرد حضرت اسیر مرحوم لکھنوی

آنکھ سے اشک شب ہجر نکلنے ندیا
تھا لبالب یہ کنوان لیکن اوبلنے ندیا

بعد مردن یہ عداوت تھی ہوا کو مجھ سے — شمع تربت کو سرِ شام بھی جلنے نہ دیا

رکھا محروم شہادت سے نزاکت سے تری — حلق پر خنجرِ بیداد کو چلنے نہ دیا

آرزو دل ہی قدم سے تو کبھی دامن سے — دل کی بستی سے غرض اوسکو نکلنے نہ دیا

تب فرقت نے بٹھایا صفت نقش قدم — ضعف نے چار قدم اوٹھکے ٹہلنے نہ دیا

فرقت یار نے وحشت یہ بڑہائی ہم سیر — باغ مین ایک گھڑی جی کو بہلنے نہ دیا

یہ گیسین زلف کی زنجیر نے مشکین عجب وصل — ہاتھ دو ہاتھ مرے دلکو اوچھلنے نہ دیا

کیا کوئی سرو تھا مین بھی چمن ہستی مین — آسمان نے جب مجھے پہولنے پہلنے نہ دیا

بیوفائی کے رہے یار سے شکوے تا صبح — وصل کی رات مزا رد و بدل نے نہ دیا

مژہ چشم سمجھتا تھا جو وحشت مین حبیب
آبلہ سے کبھی کانٹے کو نکلنے نہ دیا

حکیم جناب مرحمت الدولہ منشی سید غضنفر علیخان بہادر صولت جنگ خلف اکبر و شاگرد نصرت اسیر مرحوم لکھنوی

حوصلہ تیر کا مژگان نے نکلنے نہ دیا — بڑھ کے ابرو نے تری تیغ کو چلنے نہ دیا

ضعف نے دم کو مرے تن سے نکلنے نہ دیا — زور بھی کچھ ملک الموت کا چلنے نہ دیا

رنگ اپنے تو زمانے نے ہزارون بدلے — فقر کا رنگ مگر مجھکو بدلنے نہ دیا

کب کی یارب تھی عداوت کہ چلے جب وہ ادہر — نازکی نے اونہین دو گام بھی چلنے نہ دیا

جب رہا ظلم نہ کوئی تو فلک باز آیا — حوصلہ صبر و تحمل کا نکلنے نہ دیا

وہ پری اسکو تو ہر رند اوسے حال سمجھا — مے کو ساقی نے جو شیشے سے نکلنے نہ دیا

بزم جانان مین چلا مین تو یہ اونہون نے کہا — جلنے سے داغ کیطرح کیون ہمین جلنے [illegible]

حال موسیٰ پہ تاسف سے تجلی نے کہا — نقش نے ارمان نظارے کا نکلنے نہ دیا

اوسکے چہرے سے کسیدن ہٹی زلف سیاہ | شب نے خورشید کو پردہ سے نکلنے ندیا

ذاکر - جناب سید نور اللہ حسینی صاحب

اسقدر جلد کیا قتل مجھے قاتل نے | آہ کا لفظ مرے منہ سے نکلنے ندیا
اُحت رہی سعت کہ شب ہجر میں نالون سے | چال میں بڑھ کے کبھی برق کو چلنے ندیا

کوچہ یار کا جب عزم کیا ذاکر نے
ضعف کمبخت نے ہرگز اوسے چلنے ندیا

سیخی - جناب نواب میر خیرات علیخان صاحب تلمیذ جناب منشی صاحب مرحوم لکھنوی شاگرد جناب آتش صاحب مرحوم

دل کا ارمان مقدر نے نکلنے ندیا | نخل امید کبھی پھولنے پھلنے ندیا
حوصلہ دل کا شب وصل نکلنے ندیا | حسن کے رعب نے فقرہ کوئی چلنے ندیا
[illegible]ت نقش قدم عمر بسر کی ہم نے | خاکساری نے کبھی رنگ بدلنے ندیا
حسن تدبیر سے آنے ندیا فقرون تین | سحر غیرون کا کبھی یار پہ چلنے ندیا
شکر صد شکر کہ محفوظ رہا چھپنے سے | ناتوانی کا بھلا ہو مجھے چلنے ندیا
ہین وہ عاشق ہون محبت رہی دل مین پنہان | جوش کھا کر کبھی اس جی کو اوبلنے ندیا
ہر جگہ ساتھ رہا عشق مصیبت کیطرح | دو گھڑی بھی کہین دل اپنا بہلنے ندیا
آتش غم سے کلیجہ تو پھونکا جاتا تھا | سرد مہری نے مگر آپکی جلنے ندیا
بات کرنیکی بھی مہلت نہ ملی یارون سے | وقفہ دم بھر کا بھی افسوس اجل نے ندیا
رہ گیا تیر ستمگر کا ترازو ہو کر | جذب الفت نے میری دل سے نکلنے ندیا
ہون وہ عاشق کبھی بلبل کی نہ خاطر توڑی | پھول ہاتون سے کسی شخص کو ملنے ندیا

اشک ہو کر نہ بہا کوئسے دن آنکھون سے — تپش ہجر نے کب دل کو پگھلنے نہ دیا
کسی صورت سے نہ مضمون نبدھا زلفونکا — دل پریشان رہا لطف غزل نے نہ دیا

اے سخی باد مخالف نے پس مردن بھی
قبر پہ شمع کو اک رات بھی جلنے نہ دیا

سیف جناب محمد فخر الدین صاحب تلمیذ جناب میر احمد علی

ٹھوکرین سنگ حوادث سے ہین کھاتی جانین — اہل دنیا کو فلک تو نے سنبھلنے نہ دیا
ہم بغل جبسے نہین ہے وہ مراحت جان — درد پہلو نے بھی پہلو کو بدلنے نہ دیا
بیقراری و طپش قسمت عاشق ہی ہی — چین تقدیر مین قسام ازل نے نہ دیا
ضعف سے نقش قدم عشق کی منزل میں — بار فرقت نے تو دو گام بھی چلنے نہ دیا

ہو گیا سوکھ کے کانٹا ہمہ تن ہجر مین سیف
غم گلرو نے مجھے پھولنے پھلنے نہ دیا

سردار جناب نواب سردار علیخان صاحب شاگرد

ناامیدی کا برا ہو کہ سنبھلنے نہ دیا — عمر بھر ایک بھی ارمان نکلنے نہ دیا
منہ لپیٹے ہی رہ وہ وصل کی شب تا بہ سحر — شرم نے مطلب دل ہائے نکلنے نہ دیا
زیست کا شوق رہا بعد فنا بھی عشق — روح نے جامۂ ہستی کو بدلنے نہ دیا
کر چکا تھا اثر عشق مرا کام تمام — سرد آہون نے مگر قلب کو جلنے نہ دیا

تھا یہ پاس ادب دامن قاتل سردار
دہن زخم سے جو خون اوبلنے نہ دیا

شمشاد جناب مولوی محمد عبد الاحد صاحب لکھنوی

درد دل نے جو کسی طرح سنبھلنے نہ دیا — جان کو ضعف نے بھی تن سے نکلنے نہ دیا

ایسے کچھ سو گئے تھے وصل کی شب میرے نصیب — نیند نے خواب مین بھی آنکھونکو ملنے نہ دیا

دل مین تھا یار سے جی بھر کے کرینگے شکوے — حسن کے رعب نے کچھ منہ سے نکلنے نہ دیا

اسطرح تیغ ادا کر گئی ٹھنڈی شب وصل — سوز ہجران مین گھڑی بھر مجھے جلنے نہ دیا

خوف رسوائی محبوب مین آہین کیسی — ضبط نے قلب بھی سینے مین اوچھلنے نہ دیا

پردہ پوشی محبت جو رہی مد نظر — ضبط نے نزع مین بھی اشکونکو ڈھلنے نہ دیا

شام ہی سے جو مجھے خوف سحر نے گھیرا — کوئی ارمان شب وصل نکلنے نہ دیا

دیکھتے کبک چمن آج اسے کہتے ہین خرام — نازکی نے اونہین دو گام بھی چلنے نہ دیا

خاک ہوتا قد نوخیز مین بستان کا ابھار
سرو کہکر اسے شمشاد نے پھلنے نہ دیا

شاد - عالیجناب راجہ کشن پرشاد بہادر پیشکار صاحب سرکار عالی

گرچہ مین نے دل مضطر کو اچھلنے نہ دیا — درد پہلو مین یہہ اوٹھا کہ سنبھلنے نہ دیا

مونس و یار ہمارا تھا خیال جانان — غم فرقت نے مرے دل کو بہلنے نہ دیا

طفلک اشک کی اللہ رے عالی ظرفی — چشمہ دیدۂ گریان کو اوبلنے نہ دیا

ہو کے بیساختہ وہ گھر کو ہمارے آئی — اثر نالۂ دلکش نے سنبھلنے نہ دیا

ضعف نے زور کا احسان ادا کیا ہوگا — ناتوان کو کف افسوس بھی ملنے نہ دیا

بنکے آئینۂ محفل وہ دکھاتا سو رنگ — رنگ اوسنے دل مضطر کو بدلنے نہ دیا

اون کو وان ولولۂ قتل تھا حد سے زاید — مجکو یان شوق شہادت نے سنبھلنے نہ دیا

بوجھ سے بیٹھ گئے نعش اوٹھانیوالے — جب میرے بار گنہ نے اونہین چلنے نہ دیا

کیا گلہ کس سے کہ اس چرخ کہن پرور نے

شاد صاحب کوئی ارمان نکلنے ندیا

شمیم - جناب میر فرخند علی صاحب شاگرد جناب ضیا صاحب لکھنوی ساکن حیدرآباد

غیر نے اوسکو سر بام ٹہلنے ندیا
ابر تاریک نے سورج کو نکلنے ندیا

تیرہ بختی سے شب ہجر سحر بھی نہوئی
سخت جانی نے مرا دم بھی نکلنے ندیا

آتش ہجر نے پہونکا صفت نخل چنار
باغ عالم مین مجھے پہولنے پہلنے ندیا

ستم ایجاد کا نظارہ بھی تھا آفت جان
تیر مژگان یہ لگا کہ سنبہلنے ندیا

راستہ بہولکے آیا جو کوئی اوسکا خدنگ
دل سے ارمان کیطرح سینے نکلنے ندیا

وہ بلا دوست ہون موڑا نہ بلا سے کبھی منہہ
زلف جانان سے کبھی دل کو نکلنے ندیا

مین بھی موسی کیطرح رہگیا مشتاق جمال
مجکو بھی غش نے اوسیطرح سنبہلنے ندیا

زلف شبگون نے پہنسائے دل عشاق ای شوخ
قافلہ رات کو قزاقون نے چلنے ندیا

مدتون سے اسی وعدہ پہ تڑپتا ہے شمیم
بیکلی سے اوسے چین آج کی کل نے ندیا

شوق - جناب شوق صاحب شاگرد جناب حبیب لکھنوی

وقت وعدہ کا کسی طرح سے ٹلنے ندیا
مجہکو یک آن کا وقفہ بھی اجلنے ندیا

ملتون پر بھی نہ قاتل نے ذرا رحم کیا
اسقدر وار لگائے کہ سنبہلنے ندیا

جب چلا کوچۂ [illegible] کی جانب افسوس
غش نے اوٹھنے ندیا ضعف نے چلنے ندیا

اف رے برگشتہ بخت کسی پہلو سے
کوئی ارمان دل شیدا کا نکلنے ندیا

[illegible] وصل
[illegible] کو آج اگر تو نے نکلنے [illegible]

خلق مین ہم ہین وہ ثابت قدم راہ وفا
شکوہ جور بتان منہہ سے نکلنے نہ دیا

روح پرور الفت قاتل کا ہے احسان ای شوق
دل کو پہلو مین دم ذبح اوچھلنے نہ دیا

شاعر - جناب میر شایق حسین صاحب کیڈٹ افواج

بیخودی سنے ترے آگے تو سنبہلنے نہ دیا
حرف مطلب ہی مرے منہہ سی نکلنے نہ دیا

صبح کردی ستم ایجاد نے ضد ہی ضد مین
حوصلہ دل کا شب وصل نکلنے نہ دیا

روک لیتے دم رخصت وہین منت کرکے
دل مضطر نے ذرا ہمکو سنبہلنے نہ دیا

شب کو میری نفس سرد نے اندہیر کیا
اوسکی محفل مین چراغ ایک بہی جلنے نہ دیا

مرتے مرتے ترے عشاق نے بیحیرت کیا
سحر آنکہونکا لبون نے ترے چلنے نہ دیا

یہہ ثبات اپنا رہا عشق مژہ مین شاعر
جان دی تیر مگر دل سے نکلنے نہ دیا

شوق - جناب غلام محمد عرب صاحب حیدرآبادی

موت کے وقت کو تقدیر نے ٹلنے نہ دیا
گو سنبہالا بہی لیا لاکہ سنبہلنے نہ دیا

سرو کیطرح رہے ہم بہی جہانمین آزاد
عشق قامت نے ہمین پہولنے پہلنے نہ دیا

وصل کی اونکے نکل آئی تہین لاکہون راہین
دل مضطر نے مگر راہ پہ چلنے نہ دیا

کہدیا اونسے کہ اب ہجر مین مرجاینگے
ضعف نے بات کا پہلو بہی بدلنے نہ دیا

سرمگین چشم جو پہرتی تہی نگاہونمین مری
نیل آنکہونسے دم مرگ بہی ڈہلنے نہ دیا

شوق مستی مین بہی اللہ رے تری ہوشیاری
سر کے بل بیٹہہ گیا پاؤن پہسلنے نہ دیا

صفیر۔ جناب سید فرزند احمد صاحب بلگرامی حال مقیم آرہ

ترے دربان کو رقیبون نے بدلنے ندیا
ایک شب بھی مرا ارمان نکلنے ندیا

مارا آنکھون نے مجھے اور جلایا لب نے
تیرے اعجاز نے جادو مرا چلنے ندیا

قابل داد ہے یہ طبع شناسی میری
ناخوشی مین ترے تیور کو بدلنے ندیا

ہم سے دیکھو الون نے جب گھیر لیا رستے مین
اپنے حلقے سے پری کو بھی نکلنے ندیا

اے شب وصل تو بیشک ہے سحر کی عاشق
تری جلدی نے مرا کام نکلنے ندیا

مسر کو ٹھوکرا سے ہوے رہ گئے وہ ڈھونڈھی تک
شرم نے ساتھ جنازے کے بھی چلنے ندیا

مرے مرنیکی خبر غیرون سے پاتی ظالم
مجکو ہے ہے کہ افسوس بھی ملنے ندیا

کیون اٹھے خواب لحد سے ترے کشتے دم حشر
شوق دیدار نے آنکھونکو بھی ملنے ندیا

اونکی محفل سے جو اٹھوایا ہے غیرون نے مجھے
ہنسکے کہتے ہین کہ ہی ہی ابھی چلنے ندیا

ضیغم۔ خاکسار محمد عبد اللہ خان مہتمم مشاعرہ و مالک گلدستہ شاگرد رشید حضرت ہوش بریلی

وہ جو آئے بھی تو ارمان نکلنے ندیا
دم بھی لینے مجھے کمبخت اجل نے ندیا

عمر بھر باغ جہان مین رہے ہم پژمردہ
صرصر غم نے کبھی پھولنے پھلنے ندیا

مین تڑپتا رہا اور آپ نہ ٹھہرے دم بھر
کس سے وعدہ تھا مری جان جو ٹلنے ندیا

دانت پیسے ملک الموت نے کیا کیا مجھپر
جب خیال لب جان بخش کو ٹلنے ندیا

غیر کو دیکھکے محفل مین وہ پہلو سے مرے
اوٹھ گیا شمع کی صورت اوسے جلنے ندیا

شعلۂ داغ کو کیون تونے بجھایا ای اشک
تھی یہی اسکی سزا خوب سا جلنے ندیا

اسقدر حسرت و ارمان نے گھیرے دلکو
کہ تڑپ کر اوسے پہلو سے نکلنے ندیا

شبیہ ضیغم



لاگ کی تدبیر کی پر طائر دل کو میرے / دام گیسو نے کسیطرح نکلنے ندیا

کیا قیامت ہی شب وصل حیا نے اونکی / مرے دل کا کوئی ارمان نکلنے ندیا

جان لی درد جدائی نے مری آخر کار / ہائے بیمار محبت کو سنبہلنے ندیا

درد فرقت کا وہ اوٹھا کہ الٰہی توبہ / دل بیتاب کو پہلو مین سنبہلنے ندیا

خاک ملتا شب فرقت مین تڑپنے کا مزا / ضعف کمبخت نے پہلو بھی بدلنے ندیا

چال اونکی تو قیامت ہی بپا کر دیتی / خیر گذری جو نزاکت نے سٹہلنے ندیا

اور دونی ہوئی لو سیر چمن سے وحشت / غم فرقت نے کہین دل کو بہلنے ندیا

کوچۂ یار مین کسطرح پہنچتا ضیغم / ضعف نے ایک قدم بھی اوسے چلنے ندیا

عزیز ـ جناب خواجہ عبد العزیز صاحب تلمیذ حضرت میر کاظم

کر دیا قتل ستمگر نے سنبہلنے ندیا / کچھ بھی ارمان مرے دل کا نکلنے ندیا

آپ کس وقت رہے قول پر اپنے سچے / کونسا وعدہ مرا تھا کہ جو ٹلنے ندیا

رات بھر ایک ہی کروٹ پہ بسر کی ہمنے / ترے اقرار نے پہلو بھی بدلنے ندیا

سخت جانی کا برا ہو کہ ہوئی مانع قتل / حلق پر خنجر سفاک کو چلنے ندیا

ضبط اسے کہتے ہین بدنامی کے ڈر سے اوسنے / ایک آنسو مری میت پہ نکلنے ندیا

مجھسے کیا دشمنی اے باد صبا تھی تجکو / جو چراغ اک سر مدفن مرے چلنے ندیا

عزیز ـ جناب عزیز صاحب شاگرد جناب مولوی سید

بے نقاب آ گے مرے آنے اگر تم کیا تھا / یہ بھی حسرت تھی کوئی جسکو نکلنے ندیا

صادق القول نہو گا کوئی تمسا سچ ہے / جب کیا وعدہ تو پھر وعدہ کو ٹلنے ندیا

جب اوٹھا جا نیکو اوس شوخ کے کوچہ مین عزیز
ضعف کمبخت نے ہرگز مجھے چلنے ندیا

فصاحت جناب سید عباس حسن صاحب خلف اصغر

وہ قدم ناز سے اوس ترک کو چلنے ندیا
تیغ نے اپنے ہی قبضہ سے نکلنے ندیا

آتش گل نے تو غارت ہی کیا تھا گلزار
شب کو شبنم نے یہ چھینٹے دیئے جلنے ندیا

شکوہ چرخ کرینگے مرے ارمان دم حشر
دل مین گھٹ گھٹ کے رہے اسنے نکلنے ندیا

حال کچھ مست سبو کا نہ کھلا میخوارو
کہ سنبھالا کسے اور کسکو سنبھلنے ندیا

سر جو کاٹا تو بڑھی اور تجلی اے شمع
دیکھ گلگیر نے جوبن ترا ڈھلنے ندیا

ہم تو سمجھے تھے کہ آرام ملیگا پس مرگ
تنگی گور نے پہلو بھی بدلنے ندیا

گھر مین رہنے کی صلاح اپنے نے دی ہوگی
اسی کمبخت نے اونکو بھی نکلنے ندیا

اے خوشی دائرہ مین اپنے رکھا غم نے مجھے
تجکو آنے ندیا مجکو نکلنے ندیا

پی کے می اوٹھے تو ڈالے مری گردن مین ہاتھ
آپ بھی گر پڑے مجکو بھی سنبھلنے ندیا

فاضل جناب میر محمد حسین صاحب شاگرد جناب حکیم میر بادشاہ علی صاحب ضیا لکھنوی

اشک حسرت آنکو کبھی آنکھ سے ڈھلنے ندیا
مینے بتیابیون کو گھر سے نکلنے ندیا

نخل الفت مین ثمر وصل تبا نکے نہ لگے
باد نفرت نے اوسے پھولنے پھلنے ندیا

نامہ بر ہی کو دکھادیتا مین دل کی حالت
وقفہ اتنا مجھے پیغام اجل نے ندیا

دیکھلو ہوتی ہے پروانو نکو الفت کیسی
جلگئے آپ مگر شمع کو جلنے ندیا

سینہ شق کرکے چلا تھا ترا ارمان وصال
حسرت و غم نے مگر اوسکو نکلنے ندیا

دست حسرت سے سراب بیکا ارمان وصال
غیر کے گہر سے قدم اوسنے نہ رکہا باہر
دل کے ارمان کو جلا ڈالا دکہا کر جلوہ
انتہا ظلم و ستم کی ہو گئی تجہپر ظالم
دیکہہ سفاک کہ ہین دیدہ جوہر پر آب

تو نے کمبخت کو کیون دل سے نکلنے ندیا
برج عقرب نے میرے مہ کو نکلنے ندیا
دو قدم طور پہ موسیٰ کو بہی چلنے ندیا
حسرت دل تو کجا دم بہی نکلنے ندیا
تو نے خنجر جو میرے حلق پہ چلنے ندیا

کربلا جاتا مین کس طرح بہلا اے فاضل
حیدرآباد سے قسمت نے نکلنے ندیا

فایق۔ جناب نواب میر حسین علیخان صاحب
شاگرد حضرت احسن صاحب لکہنوی

بڑہ کے تدبیر کو تقدیر نے چلنے ندیا
مبتلاے مرض عشق رہا مین افسوس
ہمیہ کیا ہے کہ سبہی سے ہے یہی طرز جفا
وصل مین بہی شب فرقت کا رہا مجہکو خیال

مدعا ایک بہی قسمت نے نکلنے ندیا
سخت آزار تہا جسنے کہ سنبہلنے ندیا
رحم معشوقون کو خلاق ازل نے ندیا
اس مصیبت نے کبہی دل کو بہلنے ندیا

دیکہ لین یار کی صورت یہی حسرت فایق
وقت آتا شب فرقت مین اجل نے ندیا

فریدی۔ جناب قاضی محمد رفیع الدین صاحب علاقہ دار پٹیکار بہادر

بیقراری نے شب ہجر سنبہلنے ندیا
ہوا نام بہی روشن پس مردن میرا
یاد خال رخ گلرنگ نہ بہولی مین نے

دل پر درد کو پہلو مین مچلنے ندیا
شمع مرقد کو میری آہ نے جلنے ندیا
دانا اسپند کا مجہ سے نکلنے ندیا

رنج و اندوہ و غم و حسرت و یاس و ارمان
ٹھوکرین کھاتے گئے سنگ در جانان تلک
مجھکو کیا کیا میرے قسام ازل نے نہ دیا
لغزش پائے محبت نے سنبھلنے نہ دیا

سنکے فرماتے ہین احباب فریدی مجھسے
لطف کیون آج ترے شعر و غزل نے نہ دیا

قدیر ـ جناب قادر حسین صاحب صبا شاگرد حضرت ادیب دہلوی

قتل پر دوست کیا مجھکو سنبھلنے نہ دیا
ضبط گریہ یہ کیا آنکھ سے آنسو نہ گرا
جلوہ معشوق کا عاشق نے کہین دیکھا ہی
دیکھ لیا سر بالین اونہین جی بھر کر مین
اوسنے ارمان بھی تڑپنے کا نکلنے نہ دیا
چشمہ چشم کو یون ہم نے اوبلنے نہ دیا
جلوہ نے طور پہ موسی کو سنبھلنے نہ دیا
ہائے قابو مجھے اتنا بھی اجل نے نہ دیا

یاد آیا کف افسوس کا ملنا جو قدیر
عطر بھی ہم نے سر بزم اوسے ملنے نہ دیا

جناب قاسم صاحب پسر خان محمد صاحب

اسم اعظم کا مگر باندھ لیا ہے تعویذ
مو بمو دام مین گیسو کے پھنسا کر اوسنے
شعلہ روشنی رخ روشن کو دکھا کر شب وصل
گھر سے ہم جانب میخانہ گئے مست بنے
رحم اے عہد شکن وعدۂ فردا کب تک
کوئی افسون بھی مرا یار نے چلنے نہ دیا
مرغ دلکو مرے تا زیست نکلنے نہ دیا
شمع کو تا بہ سحر بزم مین جلنے نہ دیا
اور واعظ کو تو مسجد نے نکلنے نہ دیا
کوئی کل چین تری روز کی کل نے نہ دیا

اوسکو دلداری قاسم کا رہا دھیان بہت
کف افسوس کسیوقت بھی ملنے نہ دیا

جناب قانون صاحب

ادب عشق اسے کہتے ہین دم رخصت یار
ضبط نے آنکھ سے آنسون بھی نکلنے نہ دیا

لاکھ دل عشق مین ساقی کے سنبھالا لیکن
نشۂ بادۂ الفت نے سنبھلنے نہ دیا

سخت جانی نے شہادت ہی سے محروم رکھا
حلق پر خنجر سفاک کو چلنے نہ دیا

بدگمان اتنا ہوا غیرونکے بہڑکانے سے
یار نے عطر بھی پوشاک مین ملنے نہ دیا

وہ خفا ہو گئے قانون بڑی چوک ہوئی
شب وصلت اونہین کروٹ جو بدلنے نہ دیا

کامل جناب میر حسن علی صاحب شاگرد نواب مرزا خان صاحب

تھا ہمیشہ مجھے ڈر اسکے اوجڑ جانیکا
خانۂ دل سے کبھی اونکو نکلنے نہ دیا

لاکھ شکوے تھے مگر چرب زبانی نے تری
ایک بھی لفظ مرے منہ سے نکلنے نہ دیا

کل سر حشر مرا ہاتھ ہی تیرا دامن
آج ارمان اگر تو نے نکلنے نہ دیا

دیکھے اللہ رے جان بخشی تو اونکا دم نزع
اتنا موقع بھی مجھے ہائے اجل نے نہ دیا

غیر کے نام سے ہم بھیجتے پیغام وصال
رشک نے ہمکو مگر نام بدلنے نہ دیا

عشق مین گیسوے خمدار کے پہانسی پائے
اور کچھ پیچ تری زلف کے بل ہنے نہ دیا

کیا طبیعت تری حاضر نہ تھی اسدم کامل
لطف کچھ آج ہمین تری غزل نے نہ دیا

داغ دہلوی

مدعا جناب حکیم محمد فاضل صاحب

میکدہ سے مجھے ساقی نے نکلنے نہ دیا
مے سے مدہوش کیا یون کہ سنبھلنے نہ دیا

گنہگار بد کر کے دلا رکھتا ہے امید بھلی — ثمر نیک کبھی زشت عمل نے نہ دیا
وصل کی رات وہ مجھسے جو لپٹ کر سوئے — صبح تک شوق نے کروٹ کو بدلنے نہ دیا

معجز۔ جناب عنایت حسین صاحب شاگرد اشہر صاحب حیدرآبادی

جلوۂ یار نے موسیٰ کو سنبھلنے نہ دیا — کچھہ بھی دیدار کا ارمان نکلنے نہ دیا
میرے اشکوں سے ہوئی نار جہنم ٹھنڈی — دیدۂ تر نے مجھے آگ مین جلنے نہ دیا
راہ مین شوق تمنا نے بچھائی آنکھین — یار کو مین نے زمین پر کبھی چلنے نہ دیا
آئینہ دیکھتے ہی ہوگئے وہ بھی بیہوش — جلوۂ حسن نے دیکھو تو سنبھلنے نہ دیا

کسی صورت نہ کھلا عقدۂ مشکل معجز — زور تقدیر نے میرا کوئی چلنے نہ دیا

میکش۔ جناب سورج بھان صاحب شاگرد جناب علوی

دل کا ارمان کوئی حسرت نے نکلنے نہ دیا — نخل امید کبھی پھولنے پھلنے نہ دیا
وہ مسلمان ہون کہ تعظیم بتان نے مجھکو — سر کے بل بھی تو سوے تبکدہ چلنے نہ دیا
سوز پنہان نے مرے سارا جگر پھونک دیا — قطرۂ اشک کبھی آنکھہ سے ڈھلنے نہ دیا
محتسب ہو دیگا عالم تہ و بالا دم مین — تو نے مستونکے اگر دور کو چلنے نہ دیا
ہون وہ مومن جسے تقدیر سے جنت نہ ملی — ہون وہ کافر جسے دوزخ مین بھی جلنے نہ دیا
تاب خنجر سے لہو سوکھہ گیا بسمل کا — کہ گلا کاٹ دیا خون نکلنے نہ دیا
اوسنے گو آنکھین نکلوادین مگر حسرت نے — شوق دیدار مرے دل سے نکلنے نہ دیا

حشر اور نشر کی میکش کو ہو کیا خاک خبر — مستی مرگ نے پہلو بھی بدلنے نہ دیا

مظہر۔ جناب میر عباس حسین صاحب ملازم دفتر ہوم سکرٹری سرکار عالی

ایک ذرا اور ٹھہرتا تو قباحت کیا تھی
دم بھی سینہ سے ستمگر نے نکلنے ندیا

شوق تو کھینچ کے لیجاتا تھا اوسکی جانب
ضعف نے چار قدم بھی ہمین چلنے ندیا

سیہ محبت ہی کمان کش کہ تری شیدا نے
جان دی تیر مگر دل سے نکلنے ندیا

مرحبا قوت بازو کو ترے اے قاتل
وار پر وار کیئے مجھکو سنبھلنے ندیا

غم شبیر مین آنسو جو بہاے مظہر
انہین اشکون نے مجھے نار مین جلنے ندیا

محشر۔ جناب بھگوان پرشاد صاحب شاگرد جناب ہاتف صاحب مولف فروغ اطبا

عشق کا داغ دل زار مین پایا ہم نے
اور سکو کوئی اس ملک مین چلنے ندیا

کج کلاہی سے رہا ابرو پر خم پنہان
میان سے تیغ کو کیون تم نے نکلنے ندیا

باغ عالم مین رہا خشک مرا نخل امید
صرصر غم نے اسے پہولنے پہلنے ندیا

یاد ہے زلف کا مضمون پریشان مجکو
چین دم بھر کہین وحشت کے خللنے ندیا

مہدوی۔ جناب سید عیسی صاحب شاگرد جناب حکیم عاشق حسین خان صاحب ہاتف

صدمۂ ہجر مین کچھ کام اجل نے ندیا
وصل کے شوق نے دم میرا نکلنے ندیا

دار پر جڑھ کے ہوا خلق مین رسوا منصور
ساغر بادۂ الفت نے سنبھلنے ندیا

جنبش ابرو کو ندی کام لیا نظروں نے
تیر برسائے مگر تیغ کو چلنے ندیا

کوئے جاناں مین پہنچنے کی تمنا ہی رہی
ضعف نے ایک قدم بھی مجھے چلنے ندیا

آرزو ساقی می نوش کی ہے دلمین مدام
اس پری کو کبھی شیشہ سے نکلنے ندیا

ترے عاشق ملک الموت کی کب سنتے ہے
بے ترے دید کے دم اپنا نکلنے ندیا

شرم نے پردہ محمل مین رکھا لیلی کو
وحشت سے قیس کو دشت نے نکلنے ندیا

سیکڑوں دام مین آئے دل عشاق حزین
پیچ کس کس کو تری زلف کے بلنے ندیا

مہدوی شعلہ رخون کا ہے تعشق وانکو
آگ سے ہے سمندر کو نکلنے ندیا

ماہر۔ جناب میرزا علی رضا صاحب طالب علم مدرسہ اعزہ شاگرد حضرت عاقل دہلوی

بیکسی مین ہمین موت آئی ندیکھا انکو
لطف مرنے کا ہمین ہائے اچلنے ندیا

یاں سے اصرار ادہر سے تہا برا انکار
کچھ مزا وصل مین اس ردّ و بدلنے ندیا

تازگی زخم جگر کی جو تھی اونکو منظور
بعد مرنیکی بھی کافور کو ملنے ندیا

شام فرقت کی سحر ہو کبھی ممکن ہی نہین
ہجر نے رنگ زمانے کو بدلنے ندیا

سبزہ کی طرح جوانی ہی مین پامال کیا
تو نے ماہر کو فلک پہولنے پہلنے ندیا

معظم۔ جناب میر معظم علی صاحب اہلکار محصول کچہری بیرون

نقص ارمان ہوئے مرے حسن عمل نے ندیا
لاش کیا تار کفن تک کو بھی جلنے ندیا

یار نے کیا مرے ارمان کو بلا سمجھا ہے
دلکے شیشہ مین کیا حبس نکلنے ندیا

سست جو شعر تھا وہ پینے غزل سی گا	سکہ قاب کو بازار مین چلنے نہ دیا
لوٹ لے کا یہ شک اللہ ری پان تک گئے	عطر لو شال مین گل چہرہ نے ملنے ندیا

جناب نجیب صاحب

جوش پر جوش کیا غم نے مگر واہ ری ضبط	ساغر چشم کبھی ہم نے اوبلنے ندیا
رنگئی قاصد جانان کی تمنا دل مین	وقفہ اک دم کا مین پیک اجلنے ندیا
سرکشی عشق پر پر زور بہت کی لیکن	زور نے کبھی اس دیو کا چلنے ندیا
تیغ پر تیغ لگائی ستم ایجادون نے	حیف صحیفہ نے حسرت کو سنبھلنے ندیا
قبر مین حشر مین ہستی مین عدم مین جا	ساتھ کس روز مرا ننگ عمل نے ندیا
وار پر وار کیئے تیغ ادا کے اوسنے	کسی پہلو دل مضطر کو سنبھلنے ندیا

سبزہ رویون نے کیا جور سے پامال نجیب
نخل امید کبھی ہو سے لنے پھلنے ندیا

نامی۔ جناب محمد محمود علی صاحب عرف خواجہ میان شاگرد جناب آکل لکھنوی

بخت بد نے کوئی ارمان نکلنے ندیا	نخل حسرت کو مرے ہو لنے پھلنے ندیا
ای زمین جسم کو کیون دیتی ہی ایذای فشار	مین نے چونٹی کو بھی پاؤن سے کچلنے ندیا
مر گیا عاشق ناشاد خدا رحم کرے	مرض ہجر نے افسوس سنبھلنے ندیا
ملنے آنکھین قدم یار پہ رخصت ہوتا	وقفہ افسوس کا اتنا بھی اجل نے ندیا
جو کہا اسنے قبول اوسکو کیا آنکھون سے	طفل دل کو کبھی ہو سے مچلنے ندیا
کوچے جانان کی ہوس مین جو چلا مین گھر سے	اک قدم بھی مجھے اس ضعف نے چلنے ندیا

وفا جناب محمد موید الدین صاحب شاگرد مولا ادیب دہلوی

یاس نے درد کی لذت بھی مٹا دی افسوس
داغ دل کو جو مرے ہو نے لئے پہلنے دیا

بستر غم پہ رکھا شب مجھے بیتابی نے سکون
دل پہ درد نے پہلو بھی بدلنے ندیا

محتسب محفل رندان میں ہا ساری رات
دور ساغر اسی کمبخت نے چلنے ندیا

جب سے اشعار سُنے آپکے برجستہ وفا
بزم میں لطف کسیکی بھی غزل نے ندیا

ہاتف۔ جناب حکیم عاشق حسین خان صاحب مؤلف کتاب فروع اطبا منظوم تلمیذ جناب صفی مرحوم

کچھہ اثر ہاے مرے حسب کے عمل نے ندیا
چشم مخمور نے افسون کوئی چلنے ندیا

غیر توصیف دہن لطف غزل نے ندیا
ہم نے اس دام سے عنقا کو نکلنے ندیا

فصل گل آتے ہی سینے میں کیا دلکو اسیر
ہم نے دیوانے کو زندان سے نکلنے ندیا

میں شہید نگہہ ناز تو ہوتا اے چرخ
ایک ارمان تھا او سکو بھی نکلنے ندیا

محتسب صبر ترے بادہ کشونکا تجھپر
دور جام مئی گلرنگ کا چلنے ندیا

شاہد فکر مضامین کو ہاتف ہے بہار
اس کا جوبن کبھی اللہ نے ڈھلنے ندیا

یعقوب۔ جناب محمد یعقوب صاحب منشی علاقہ دار راجہ رای رایان

دم بھی قاتل نے مرا ہاے نکلنے ندیا
خنجر تیز گلے پر میرے چلنے ندیا

رعب چھایا وہ ترے حسن کا اللہ اللہ
حرف مطلب بھی مرے منہ سے نکلنے ندیا

حیف صد حیف کہ پردہ تہا حیا کا حائل
دل سے ارمان شب وصل نکلنے ندیا

تھی عداوت بھی فلک کو یہہ مجھی سے یعقوب
گلشن دہر میں جو پہول لئے پہلنے ندیا



اعتراض

اسوقت ہمارے سامنے مرزا داغ کی وہ چند غزلین رکھی ہین جس کا نام آفتاب داغ ہے۔ برعکس نہند نام زنگی کافور۔ آفتاب مین خدا کی دی ہوئی صفت یہہ ہے کہ تمام عالم پر اوسکی روشنی محیط ہے بخلاف اسکے ان غزلون کا نام دیوان رکھا گیا ہے جسمین ردیف کے خیال سے حروف ہجا ندارد۔ میری معترض نگاہ یہہ چند صفحہ جسکا نام دیوان رکھا ہے اولٹ پلٹ کر رہی ہے مین جہان تک دیکھتا چلا جاتا ہون میرے دل مجھسے کہہ رہا ہے کہ کوئی شعر اس قابل نہین جو اعتراض کے (فیور) سے نکل سکے مگر مین اپنے گلدستہ کی گنجایش پر جو غور کرتا ہون تو ہمت پست ہو جاتی ہے اور پھر جب اغلاط اور اقسام مختلف سامنے آجاتے ہین تو مین دعا مانگتا ہون کہ خدا کرے میرے گلدستہ کی وسعت اسقدر بڑھ جائے کہ جتنی مرزا داغ کے دیوان مین غلطیان ہین اب مین کچھ انتخاب پیش کرتا ہون

ہمارے سینہ مین پہرون نفس نہین چلتا۔ جب آپ نے روک دیا کہے کے بس نہین چلتا

دیکھو صریح غلطیان محاورہ کی ہین اکثر استادون کے کلام مین اور اہل زبان سے سانس چلنا سنا ہے نکہ نفس چلنا۔ کیا نفس کوئی گاڑی کا ٹٹو ہے کہ چمکار کر روکا تو رک گیا اور تھان پر باندہ دیا مین اسوقت زیادہ محاورہ کی غلطیون پر (ریمارک) کر رہا ہون جب ہمارے عنایت فرمان داغ صاحب کو بڑا ناز ہے۔

چوری سے کوئی رات کو نکلا ہی دیکھئے۔ دروازہ در کا نیم ہے وا اور نیم بند

(در نیم باز) فارسی کا ایک محاورہ ہے مرزا داغ نے اوسکی مٹی خراب کی مگر شعرہ ہی کیسا شاعر بیچارہ مجبور ہو گیا کیونکہ قافیہ حکیم اور کلیم تھا اگر نیم نہ کہتا تو کیا کہتا۔ جب نیم کا استعمال تھا ہو چکا تو دو کی ضرورت بھی ضرور ہوئی دو فارسی کے لفظ ملا کر ایک پورا جملہ بنا یا خواہ محاورہ درست ہو یا نہ ہوا وسے طرہ یہ کہ

ہوئی ترکیب دوسری ہے کہ جسکو موت نہ کہنا چاہیے۔

غیر کے ہوتے بھلا اے شام وصل + کیون ہمارے روبرو ہونے لگی

خدا جانے شام وصل کے روبرو ہونے سے شاعر کا کیا مطلب ہے مگر شعر سے یہہ پیدا ہوتا ہے کہ شاعر نے اسکی یہہ غرض رکھی ہے (غیر کے ہوتے شام وصل ہمکو کیون نصیب ہونے لگی) مصرع اول مین شام وصل کو مخاطب کر لیا ہے مصرع ثانی مین موافقت اوسکی اس طرح ہونا چاہیے تہی جیسا کہ ہم ایک مصرع لکھے دیتے ہین۔

غیر کے ہوتے بھلا اے شام وصل + مہربان کیون ہمپہ تو ہونے لگی

اوسکی چتون نظر مین پھرتی ہے + اک چھری سی جگر مین پھرتی ہے

یہہ محاورہ بھی غلط ہے۔ جگر مین چھری پھرنا ہم نے کسی شاعر کے کلام مین دیکھا نہین بلکہ اسکے علاوہ یہہ محاورے اور طرح مشہور ہین اور منظوم ہین۔ جیسا کہ جگر پر چھری لگنا۔ دل پر چھری لگنا۔ جگر پر نشتر لگنا۔

اوکا سرکشی نے مجھے کیا مزا دیا + سینے پہ چڑھ کر اوسنے خم مے پلا دیا

بند شعر کا بعد اپنے معشوق کی نزاکت کو غارت کئے دیتا ہے مین نے جہانتک خیال کیا کسی تاریخ اور کسی اوستاد کے کلام سے یہہ نہین پایا گیا کہ اسوقت تک کوئی ایسا معشوق بھی گذرا ہے کہ جو خم مے لیکر عاشق کے سینہ پر چڑھ کر بیٹھے اور اوس کم نصیب کی جان بچ جائے کیسا ہی ڈنڈپیل معشوق ہو مگر یہہ قوت تو ہمارے خیال سے باہر ہے خدا جانے کیون یہہ موٹی بات شاعر کی سمجھ مین نہ آئی یہان پر تو یہہ لفظ موجود + سینہ پہ چڑھ کے یا منہ لے ساغر پلا دیا۔ دعا کی التجا ہان خوب یاد آیا یعنے اس گلدستے کے نمبر ۳ مین وعدہ کیا تہا کہ نمبر ۴ مین منادی کو دلچسپ

نغمۂ ہزار

نمبر ۳ بابت ماہ شوال ۱۳۰۸ھ جلد ۱

ہر شاخ گل پہ ہے یہی نغمہ ہزار کا
آیا ہے دھوم دھام سے موسم بہار کا

مرتبہ

نواب محمد عبداللہ خانصاحب ضیغم لکھنوی ساکن بلدۂ
حیدرآباد شاگرد رشید حضرت ہوشؔ بریلی

مطبع گلزار دکن میں باہتمام محمد امام الدین صاحب کے چھپکر شایع ہوا

ضروری

یہ گلدستہ ہفتہ میں ایکبار چھپکر شائع ہوتا ہے
اور ایک مشاعرہ بھی قرار دیا گیا ہے جو ہر ہفتے
کی پہلی جمعہ کو ہوا کریگا۔
ان شعرا کو جو مشاعرہ میں تشریف لاکر غزل
پڑھتے ہیں اور مجکو دیدیتے ہیں یہ گلدستہ مفت
دیا جائیگا۔
جو شائقین اس گلدستہ کی لینے کی خواہش رکھتے
ہیں اون سے (عہ) روپیہ سالانہ پیشگی لیا جائیگا
زیادہ ور انشا ملک کے قدردانی پر موقوف ہے
مشاعرہ میں طعن و تشنیع کے اشعار اور غزل پڑھنے
کی سخت ممانعت ہے اور نہ غیر طرح غزل پڑھنے
کی اجازت دی جائیگی۔
گیارہ شعر منتخب درج ہونگے زیادہ کے لئے
فی شعر (ا) اجرت لی جائیگی غزل خوشخط
اور صاف لکھکر لانا چاہئے ورنہ غلطی کے ہم
ذمہ دار نہیں۔ جملہ خط و کتابت اس پتہ سے
(حیدرآباد دکن جلال کوچہ)
ہونا چاہئے۔

جذبۂ عشق

ہمارے لائق دوست حکیم محمد نجم الغنی صاحب احمد نگری نے
سیکڑوں زبان اردو معلی تصنیفات میں ایک
دلچسپ قصہ نظم کیا ہے نوجوان عاشق مزاجوں کو
مژدہ ہو کہ بڑی مدت کے بعد اس خیال کی نظم
اپنے مصنف وطن سے نکلی ہمارے نزدیک مثنوی ان
نامی حکیم نواب مرزا صاحب مرحوم کی مثنویوں سے کچھ کم
نہیں ہے۔ زہر عشق اور بہار عشق اور
فریب عشق وغیرہ میں جو اردو کا مذاق ہے وہ اسکو
انہوں نے بڑی لطافت سے نظم کیا ہے۔ یہ مصنف نے
ایک واقعہ نظم کیا ہے تاہم طبعیت کا زور دکھایا ہے
کہ ہر رنگ کی تصویر ناظرین کے سامنے جاندار بنا کر
کھینچ دی ہے خریداروں کو مژدہ ہو کہ یہ مثنوی
چھپکر تیار ہو گئی اور منشی نوشہ علی صاحب تاجر کتب
کی دوکان پر واقع چار مینار سے بلا جواب
مل سکتی ہے قیمت فی جلد (۱۰)

جواب شافی

اہل اسلام کو مژدہ تازہ و بشارت بے اندازہ ہو کہ
ان ایام میں مولوی علاقہ مدراس کے ایک

جواب اعتراضات و الزام کیمال خام ... اسلام ... معجزات ...



نمبر ۳	بابتہ شوال سنہ ۱۳۱۰ھ	جلد ۱

امیر جناب منشی امیر احمد صاحب لکھنوی استاد والی رامپور

ضبط کرنا دل حزین نہ کہین ۔ چوٹ لگ جائیگی کہین نہ کہین

جب تڑپتا ہے دل مین ڈرتا ہون ۔ چرخ پر جا پڑے زمین نہ کہین

مسکرا کر وہ شوخ کہتا ہے ۔ آج بجلی گری کہین نہ کہین

حورین لپٹی ہین نزع مین مجھسے ۔ دیکھ پائے وہ نازنین نہ کہین

وصل کی شب نہین نہین کیسی ۔ دیکھ دے سن لے دل حزین نہ کہین

دل مین باتین بھری تھین کیا کیا کچھ ۔ ہاے کچھ وقت واپسین نہ کہین

دل میں تیرے انسو لیکے نکلے ہین
پوچھ لے گا کوئی کہین نہ کہین

نہ تڑپ اس قدر دل بیتاب
سہم جائے وہ نازنین نہ کہین

[illegible] کے دلمین چھپ جائے
گم وہ وقت واپسین نہ کہین

چین مردون کو قبر مین بھی نہین
آسمان ہو تہ زمین نہ کہین

آگ ہو جائیگا وہ شوخ امیر
کھینچنا آہ آتشین نہ کہین

اشک جناب سید علیحسن صاحب لکھنوی ساکن حیدر آباد

پیچ دے زلف عنبرین نہ کہین
[illegible] دل حزین نہ کہین

دوستو مین ویرانون کے دشت نورد
چرخ کھانے لگے زمین نہ کہین

آندھیان چل رہی ہین آہون کی
چرخ پر جا رہے زمین نہ کہین

ہچکیان آ رہی ہین صبح سے آج
ذکر ہوگا مرا کہین نہ کہین

مر گئے مٹی خراب ہو نہ مری
کاندھا دیجائے نازنین نہ کہین

اشک خون مین ہمارے طوفان خیز
ٹپکے تر ہو کے آستین نہ کہین

جنت نہ پوچھ جوش سے زاہد
دلمین سمجھا ہو حور عین نہ کہین

[illegible] ہی نہ دفن کو جا
کیا ملیگی ہمین زمین نہ کہین

نالے کرتا ہون اسلیے دن رات
بھول جائے وہ نازنین نہ کہین

[illegible] مین وہی بتون کو نہ جا
یہ بگڑ جائے وہ جبین نہ کہین

جیتے جی کہتے ہین سارے جگ سے اشک
مر گئے گڑ جائین گے کہین نہ کہین

احسن جناب حکیم مہدی احسن صاحب

لکہنوی ساکن حیدرآباد

تجکو بہولا دلِ حزین نہ کہین — ذکر آہی گیا کہین نہ کہین

ایک مین ہون کہ کچہہ نہین کہتا — یہ چلے گی ہماہمین نہ کہین

توبہ کرے پہ بہی کبہی نہ کبہی — چہپ سکے پیتے پین کہین نہ کہین

سارا قرآن او سپہ کندہ ہے — دل سے بہتر ملا نگین نہ کہین

ہے جسکی وفا کا افسانہ — دیکہہ ظالم وہ ہون ہمین نہ کہین

تیری باتون سے چوٹ لگتی ہے — ٹوٹ جائے دلِ حزین نہ کہین

دلِ مضطر کی حالتین قاصد — ہو خفا یار سے کہین نہ کہین

وہ ہمین رازدار الفت ہین — جسنے باتین تری کہین نہ کہین

حال پر جسکے روتے ہین دشمن — ہو ہمارا دلِ حزین نہ کہین

عمدًا ہم سے مورد بیداد — پہر ستمگاریان چلین نہ کہین

لطف مضمون نہین نہو احسن
حشر معنی تو ہین کہین نہ کہین

جناب برجیس صاحب لکہنوی ساکن حیدرآباد

گر ملے گا وہ مہہ جبین نہ کہین — چین لے گا دلِ حزین نہ کہین

تمسا کیا ہوگا اب حسین نہ کہین — دل لگا لین گے ہم کہین نہ کہین

دست وحشت نہ دے بہت جہٹکے — چاک ہو جیب و آستین نہ کہین

اپنی شومیِ بخت سے ہی خوف — کہ بنے آسمان زمین نہ کہین

توڑتا ہے وہ سنگدل جسکو — میرے دل کا وہ ہو نگین نہ کہین

اپنا طوفان اشک ہو جو بپا
منزلون تک سلے زمین نہ کہین

جگر و دل نہین سنبھل سکتے
راز افشا کرین ہمین نہ کہین

اتنا کیون سر چڑھاتے ہو صاحب
بلکی سے زلف عنبرین نہ کہین

پھر چھری تیز کرتا ہے صیاد
سرخ گلشن کی ہو زمین نہ کہین

لب شیرین سے دیتے ہو دشنام
تلخ ہو جائے انگبین نہ کہین

دل کو سمجھاتا ہون یہی کہکر
دیکھ لین گے او نہین کہین نہ کہین

نہین امید ہمکو اپنون سے
ہاتھ ہون مار آستین نہ کہین

عشق چہرہ سے صاف ظاہر ہے
ہو نچے پر جبین تم کہین نہ کہین

از جناب سید علی حسن صاحب لکھنوی شاگرد
سید عباس حسن صاحب فصاحت لکھنوی

داغ دے دل پہ وہ حسین نہ کہین
ہو وحشت پر جرم یہ سنگین نہ کہین

بیڑیان منت کی اسے پہنا دے
جا سکے پھر وہ نازنین نہ کہین

چھپ کے کر دے صورت تصویر
آپ کی چشم سرمگین نہ کہین

تو نے قاتل مین اپنا خون بہا
ملی دو گز ہمین زمین نہ کہین

[illegible] ستا دل جلون کو اے گردون
پھونک دے آہ آتشین نہ کہین

[illegible] مین دکھلاتی ہے یہ سیر فلک
چشمہ سے ہو گی دو [illegible] نہ کہین

وقت [illegible] صنم کی الفت مین
دل اسکے ہمراہ جائے دین نہ کہین

سیر دار فنا کے کر کے چلے
ہو سکے لیکر مکان مکین نہ کہین

لب شیرین نہ جام مے سے ملاؤ
انگبین ہو سکنجبین نہ کہین

بے سبب یہ نہین گری بجلی
وہ ہنسے ہین ابھی کہین نہ کہین

اے اثر جستجو سے مضمون مین
خاک چھنوا سے یہ زمین نہ کہین

احمد جناب علی الدین احمد صاحب نبیرۂ حاجی محمد ابراہیم صاحب داروغہ منیر مبارک تلمیذ حضرت ہوش بلگرامی

زلف آپ اپنی سلجھاؤ
گر کے ٹوٹے دل حزین نہ کہین

دیکھئے لکھتا ہون ردیف گلگون کا
باغ ہو شعر کی زمین نہ کہین

امتی آپ کا ہے احمد بھی
بھولنا اوسکو شاہ دین نہ کہین

احمد جناب اسحاق احمد خان صاحب وکیل

نقش ہے نام آپکا دل پر
پھینکد یجیگا یہ نگین نہ کہین

دل سبب مضطرب ہی سینہ مین
چھوڑ جائے مکان مکین نہ کہین

ڈر ہے زلفون کے پیچ مین لاکر
دل اوڑا لو مرا تمہین نہ کہین

دیکھو ایسا نہو کہ جدا ہو ہمسے
آنکھین دکھلانا سرمگین نہ کہین

نقد احمد یہین سے اوٹھتا ہے
آسمان ہو ہی زمین نہ کہین

اخگر جناب مومن علی صاحب تلمیذ جناب نواب

مرزا خان صاحب داغ دہلوی

سنگدل مجھسے کر نہ سخت کلام	ٹوٹ جائے دل حزین نہ کہین
تیر تم کے کھینچ سینے سے	نکل آئے دل حزین نہ کہین
کیا نہین سے کہتے اہل بغض و حسد	اب کرین اوسے یقین نہ کہین
کیا ہے تیری بساط اے گردون	پھونکدے آہ آتشین نہ کہین
ٹکٹکی دیر سے بندھی ہے اودھر	تاکتے ہون دل حزین نہ کہین
قتل دشمن پہ خود اوٹھاؤ نہ تیغ	ہاتھ رہ جائے نازنین نہ کہین

کہتے ہین تیور آپکے اخگر
دل سے آیا ہوا کہین نہ کہین

اشجع مرزا محمد جعفر صاحب منصبدار شاگرد جناب سید اصغر حسین صاحب منصبدار ناجی حیدرآبادی

یارب اونکا ہو دل حزین نہ کہین	میرے مرنیکا ہو یقین نہ کہین
بے سبب یہ نہین ہے آرائش	آج جائینگے وہ کہین نہ کہین
غیر کی کیا مزاحمت کا خوف	تم سے مل لین گے ہم کہین نہ کہین
بے سبب یہ نہین ہے رنج و الم	دل پھنسا آپکا کہین نہ کہین

دوستی بوتراب سے رکھو
واسطے اشجع ہمین زمین نہ کہین

جناب امجد صاحب

مخفی اے چرخ ہو کہین نہ کہین
پہونکدے آہ آتشین نہ کہین

خوف یہ ہے طلب پہ بوسے کی
ہو خفا مجہ سے وہ حسین نہ کہین

ہر جگہ ڈہونڈہیے اوسے امجد
مل ہی جائیگا وہ کہین نہ کہین

بیدار جناب محمد علی صاحب شاگرد جناب نواب خیرات علی خان صاحب سخی

جان سے زلف عنبرین نہ کہین
پیچ کہاے دل حزین نہ کہین

ہجر کی کیا کرین شکایت ہم
خشمگین ہو وہ نازنین نہ کہین

آسمان اپنے حق مین بن جاے
کوچۂ یار کی زمین نہ کہین

یون رقم ہو تنا ہے خال سیاہ
کہولے مونہہ اپنا نکتہ چین نہ کہین

جاؤ ہر روز بزم مین بیدار
بہول جائین تمہین حسین نہ کہین

بدر جناب میر احمد علی صاحب شاگرد جناب ضیا لکہنوی

دیکہے چشم بت حسین نہ کہین
دل بیمار ہو حزین نہ کہین

بولا وہ سنتے ہیہ سنکے نالۂ دل
پہنکتا ناقوس ہے کہین نہ کہین

تیرے کوچہ مین یا کہ گیسو مین
دل سرگشتہ ہے کہین نہ کہین

نہین لازم ہے وصل مین تکرار
صبح ہو جاے نازنین نہ کہین

قتل کرتے ہو بے خطا مجکو
روز محشر ہو شرمگین نہ کہین

مجہ سے قتل مین تو نہ بن انجان
غیر جو ہمین ہون مین شرمگین نہ کہین

کوچہ بت مین ہین گر تو کہا — اور اوسکو ملی زمین نہ کہین
ڈھونڈے تو دل وجگر میرا — ہوگا پیکان تیر کہین نہ کہین

دیکھ اے بیدل اوس کا عشق نہ چھوڑ
اب پھر پائیگا حسین نہ کہین

بادل جناب میر غلام علی صاحب شاگرد جناب سید محمد سلطان صاحب عاقل دہلوی

واعظا خلد مین کہ دوزخ مین — بہیجدیگا خدا کہین نہ کہین
حور کا ذکر تو نہ کر واعظ.. — روٹھ جاے کوئی حسین کہین
دہر مین یون تو خوبرو ہین بہت — ہوگا تمسا مگر حسین نہ کہین
دین و دنیا سے کہو دیا تم نے — ہے ٹھکانا میرا کہین نہ کہین

تسکین جناب محمد عبد السلام صاحب

ایسا ہوگا کیا حسین نہ کہین — ڈھونڈہی لین گے ہم کہین نہ کہین
جان بکبک کے کہا گئے ناصح — چار باتین بھی دل نشین نہ کہین
بوسہ دیجے نہ ترشرو ہوکر... — سرکہ ہو جاے انگبین نہ کہین
شیشہ دل مین سخت باتون سے — بال آجائیگا کہین نہ کہین
زلف عارض پہ چھوٹتے ہی نہ خوف — ایک ہو جاے کفر و دین نہ کہین

نامہ پاک نبی کو اے تسکین
بہولنا وقت واپسین نہ کہین

جلال جناب حکیم سید ضامن علی صاحب لکھنوی

نالہ کرنا دل حزین نہ کہین
چٹکیان لے وہ نازنین نہ کہین

اوس جفا پیشہ کو وفا کا مری
ڈر ہے آجائے کچھ یقین نہ کہین

بیٹھے بیٹھے اس اپنے رونے پر
ہنس پڑے کوئی ہمنشین نہ کہین

کسکی محشر مین ہم کرین فریاد
داور حشر ہو تمہین نہ کہین

دم جب آ وگے تم تو نکلے گا
خود ٹھر جائیگا کہین نہ کہین

مرے دل سے نکل کے تیر نگاہ
پھر اس آرام سے رہین نہ کہین

منحصر لطف وصل اسمین ہین
بھولنا ہان یہہ تم نہین نہ کہین

جان لے خنجر کی بھی میرے بعد
کوئی کہکر صدا آفرین نہ کہین

ہلے چند اپنی خواہشین اون سے
نزع مین بھی نہ کہنا ہین نہ کہین

تنگ شوق یاس سے اوسکو
دیکھنا وقت واپسین نہ کہین

اُف نکرنا کہ تیری چپ کی جلال
داد ملجائے گی کہین نہ کہین

جوہر جناب محمد رحمتہ اللہ صاحب کاکوری
شاگرد مولانا عرشی

اون کی چالین کبھی چھپین نہ کہین
کوئی فتنہ اوٹھا کہین نہ کہین

رہزن زلف نے جسے مارا
ہو ہمارا دل حزین نہ کہین

نہ سنو وصل مین عنا نہ ہجر
جی ہو بیچین نازنین نہ کہین

قصۂ عشق ختم کر جو ترا
دور کر دے یہہ بھیر وین نہ کہین

حبیب جناب سید کاظم حسین صاحب کنتوری

جاکے [illegible] زاویہ نشین نہ کہین — دل کسی چاہیے کہین نہ کہین
ایسی باتین جو مین نے کہین نہ کہین — کہکے بدنام ہو تمہین نہ کہین
[illegible] ہے ستم — سر کہ بن جائے انگبین نہ کہین
[illegible] دو نشتر — ہون یہی بار آستین نہ کہین
[illegible] شکوے [illegible] سب سے کہہ — اور وفاداریان کہین نہ کہین
[illegible] کی عرض اس کا — تمکو ملجائیگا کہین نہ کہین
[illegible] ابتدا مین تھے خناق — پھر وہ عیاریان چلین نہ کہین
[illegible] سے ڈر رہا — ٹہرین اسکے عدو ہمین نہ کہین
[illegible] سنین — اپنی [illegible] میان کہین نہ کہین

[illegible] علائق [illegible] ہے ہو حبیب
[illegible] ہو وقت وا [illegible] نہ کہین

جناب [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] کیا [illegible] کہین — دل لگا لین گے ہم کہین نہ کہین
کامل [illegible] ہے — [illegible] حسین نہ کہین

[illegible] سبب [illegible] کہی یہ [illegible]
[illegible] آزردہ [illegible] نہ کہین

جناب حشمت صاحب حیدرآبادی

پہ سے ہٹ پر جھکی جبین نہ کہین | جاے ایمان اہل [illegible] کہین
دیدۂ دل مین ہے ترا جلوہ | دیکھ لین سے تجھے [illegible]
داغ سینہ ہی صورت انجم | چرخ بنجاے [illegible] کہین
پاؤن پھیلا رہا ہے جوش جنون | چاک ہو جیب [illegible]
منہ چھپانے سے اوسکے گھٹتا ہے | دل ہوا [illegible]

ذرہ میدان عشق ہے حشمت
تیس میرا ہو ہمنشین نہ کہین

سنئے جناب نواب میر خیرات علیخان صاحب
تلمیذ جناب منشی مرحوم شاگرد رشید جناب
آتش مرحوم لکھنوی

جھوٹی باتین ہون دلنشین نہ کہین | کہنا غیرون کا ہو یقین نہ کہین
مل ہی جائیگا بعد مرگ کفن ... | دفن ہو جائنگے کہین نہ کہین
اڑ نجاے ہوا سے آہونکی | عرش سے جا ملے زمین نہ کہین
اسقدر جبہ سا تیان اے دل | مٹ گئی ہون خط جبین نہ کہین
بوسہ لب ندم فنا کردے | زہر بنجاے انگبین نہ کہین
روح گھبرا کے جسم چھوڑ ندے | ہو مکان سے خفا مکین نہ کہین
نقص آنے نہ پاے شعر مین | دیکھ لے چشم عیب بین نہ کہین

دل پہ تیر ستم نہ پڑ جائے ۔۔ ہو نگہ ان کی خشمگین نہ کہین

پلکین سینے سے دلین در آئین ۔۔ برچھیان تیز تھین رکین نہ کہین

کیا کرون عرض مدعا ڈر ہے ۔۔ ہو زبان زد نہین نہین نہ کہین

منتشر ہون حواس و ہوش اپنے ۔۔ اے سخی وقت واپسین نہ کہین

سخی جناب سید محمد جعفر حسین خان عرف ننھی میرزا لکھنوی شاگرد جناب آغا حسین میرزا صاحب عشق مغفور لکھنوی

دل چھپا رکھین ہم کہین نہ کہین ۔۔ مانگ لے زلف عنبرین نہ کہین

جب اسی [illegible] ڈرتا ہے ۔۔ ہونکہ ہے آہ آتشین نہ کہین

چشمک [illegible] سینہ ۔۔ ہون ترے [illegible] شیرین نہ کہین

دل مین [illegible] نہیں تصور یار ۔۔ چھوڑ دے [illegible] مکان مکین نہ کہین

نامہ بر یون کیا جفا کا گلا ۔۔ ہو گئے ہون وہ شرمگین نہ کہین

[illegible] غم کا دل پہ قبضہ ہے ۔۔ ضبط ہو جائے سینہ [illegible] کہین

لطف [illegible] آپکا نام ۔۔ ڈھونڈتے [illegible] کہین نہ کہین

ورنہ [illegible] ۔۔ [illegible] نہ کہین

[illegible] طبیعت جو دوستون سے اداس ۔۔ دل لگا یا سخی کہین نہ کہین

میرزا [illegible] صاحب شاگرد جناب احسن لکھنوی

غم اوٹھائے دل حسینون نے کہین نہ — بیوفا ہو وہ مہ جبین نہ کہین
استخوان اوٹھا پے سگِ جانان — ہو غبار تہ زمین نہ کہین
دل عاشق پہ داغ ہجر نہ دے — دیکھہ مت جائے یہ نگین نہ کہین
اے فلک دل جلون کو تو نہ ستا — پہونکدے آہ آتشین نہ کہین

ڈہونڈو محشر مین چلکے اے سردار
مل ہی جائینگے وہ کہین نہ کہین

عالیجناب راجہ کشن پرشاد بہادر پیشکار سرکار عالی

منہ سے نکلے جہان نہین ہے کہین — ہو نظر نہ عیب بین نہ کہین
تیغ قاتل کی آبرو کہو دے — جوہر چشم سرمگین نہ کہین
کہتی ہے خلق جسکو ماہ تمام — تیری خاتم کا ہو نگین نہ کہین
چرخ پہ بین ذرا سنبہل کے رو — پہونکدے آہ آتشین نہ کہین
بوسہ رخ طلب کرین کیونکر — روٹھہ جائے وہ نازنین نہ کہین
دیر مین کعبہ مین کلیسا مین — مل ہی جائیگا وہ کہین نہ کہین
ٹوٹ جائینگے عاشقون کے دل — آئے اوسکی جبین پہ چین نہ کہین
سنکے اشعار وصف دست صنم — خشک ہو شاخ یاسمین نہ کہین
چہپتے ہو جیب دکہا کے کیون صاحب — دیکھہ لین سب تمہین کہین نہ کہین

دل جو مانگے وہ شاد دیدیجے
کہیجیے گا جہان حسین نہ کہین

شائق جناب علی مرزا صاحب شاگرد جناب عشق

صاحب مرحوم لکھنوی

آیا پاس دل حزین نہ کہین
ہان بھی باقی ہے کہین نہ کہین

ہم مین اوس تمھروسکے تو مجے
پھونک دے آہ آتشین نہ کہین

جس طرح اوسے آنکھ پڑتی ہے
جان سے چشم سرمگین نہ کہین

دیکھنا جکو اوٹھ کے ہوئے وہ
بیٹھ جائے میرے قرین نہ کہین

آفت جان ہے اوسکا تیر نظر
ہو نشانہ دل حزین نہ کہین

دفن ہونے دو اپنے کوچے مین
سرپہ لیجاؤن کا زمین نہ کہین

دل سے مانو جناب زاہد ہین
عشق مین دین ہیہ جان و دین نہ کہین

دل کو پہلو مین رکھنا اے شایق
بدگمان ہو وہ نازنین نہ کہین

شاگرد جناب محمد سراج الدین صاحب فرزند جمعدار محمد شکور مرحوم

غیر بن جائے ہم نشین نہ کہین
بگڑے وہ مجھ سے نازنین نہ کہین

دل جلاؤن سے ڈرا کرا ے گردون
پھونک دے آہ آتشین نہ کہین

ہے اسیر اس قفس مین طایر دل
کھول دو زلف عنبرین نہ کہین

لیکے عاشق کے دل کو کہتے ہین
پیچ ڈالین گے ہم کہین نہ کہین

یہ گمانی کا اونکی ہمکو ہے ڈر
غیر کی بات ہو یقین نہ کہین

ساتھ بعد فنا رہین غم و درد
دور ہو جایین ہم نشین نہ کہین

شمیم جناب میر فرزند علی صاحب شاگرد جناب

حکیم میر بادشاہ علی صاحب ضیا لکھنوی

جستجو کرکے چرخ پیر ہوا — تجھسا دیکھا جوان حسین نہ کہین
ذکر مین ذکر غیر بھی آیا — آپ ناحق ہون شرمگین نہ کہین
بیکسی پر نہ اپنی رو اے دل — لاش گڑ جائیگی کہین نہ کہین
وہ دکھلاتے ہین اپنے رخ کی چمک — برق گرتی ہے اب کہین نہ کہین
لاش در در ہماری پھرتی ہے — آہ لحد کو ملی زمین نہ کہین
نام زندہ ہے نیک نامون کا — تذکرہ رہتا ہے کہین نہ کہین
جنبش ابرو کو اپنی دیتے ہین وہ — تیغ چلتی ہے اب کہین نہ کہین
عکس دندان پڑا ہے تارون پر — ہنس رہا ہے وہ بت کہین نہ کہین
بینگے دل خوب ہی ستا کے مجھے — ہین چھپائے ہوے کہین نہ کہین

اے شمیم اتنا کیون تڑپتا ہے
مل ہی جائینگے وہ کہین نہ کہین

شوق جناب غلام محمد عرب صاحب حیدر آبادی

دیر مین یا حرم مین یا دل مین — دیکھ لینگے تمھین کہین نہ کہین
اپنے کوچہ سے لاش پھکوادی — کیا ملیگی ہمین زمین نہ کہین
دل جو مانگا تو ہنس کے فرمایا — ڈھونڈو مل جائیگا کہین نہ کہین
فلک شاعری عیان ہے شوق — اس غزل کی وہ ہو زمین نہ کہین

شفیق جناب محمد افضل صاحب شاگرد جناب

شمیم حضرت [illegible] لکھنوی

[illegible] جان لکھنوی

ولیے پڑتے ہین روز سنگ جفا
چور ہو جائے یہ نگین نہ کہین

جستجو دل سے شرط ہے اے دل
مل ہی جائین گے وہ کہین نہ کہین

یہی دہشت ہے نیچی نظرون سے
دل چرالین ہمیرا حسین نہ کہین

اے فلک ایکدن ترا خرمن
پھونک دے آہ آتشین نہ کہین

بخشدینا میرے گناہ کریم
حشر مین ہوان مین شرمگین کہین

کیون تردد شفیق رزق کا ہے
وہی دیگا خدا کہین نہ کہین

ناجی صاحب

شور جناب میر محب علیصاحب شاگرد جناب

دیکھکر مجھکو ہون حزین نہ کہین
آئین وہ وقت واپسین نہ کہین

لب شیرین کے اونکی شہرت ہے
ہوی بی وقر انگبین نہ کہین

اکجہان سے فدا ہے اک عالم
تا ہوگا کوئی حسین نہ کہین

وعدہ وصل کرکے کہتے ہین
جاننا اسکو تم یقین نہ کہین

الفت مرتضیٰ نہ چھوڑ دے شور
ہاتھ سے جانے پائے دین نہ کہین

صوفی جناب سید خدا بخش صاحب سجادہ چنچلگوڑہ

کھائے بل زلف عنبرین نہ کہین
ہو پریشان دل حزین نہ کہین

وہ رہین دل مین سب بے حجابانہ
جائے گھر چھوڑ کر مکین نہ کہین

وصل کی شب وہ کہتے ہین صوفی
مجھ سے کرنا ہما ہمین نہ کہین

صادق ۔ جناب سید صادق علی صاحب شاگرد شایق صاحب لکھنوی

دل چرا کر مرا وہ کہتے ہین	بھول اتنے ہو تم کہین نہ کہین
پھونکدے میرے رخت ہستی کو	ہجر مین آہ آتشین نہ کہین

کم کہے شعر اسلیے صادق
کہ ہو پامال یہہ زمین دکہین

ضیغم ۔ خاکسار محمد عبد اللہ خان مہتمم مشاعرہ و مالک گلدستہ شاگرد رشید حضرت ہوش

دھیان زلفون کا چھوڑ دے اے دل	گر نہ ہے مار آستین نہ کہین
خضر کہتا ہے جسکو تو زاہد	اوسکے کوچہ کی ہے دہ [illegible] نہ کہین
ہین وہ بدبخت بعد مردن بھی	ہے دو گز بھی زمین نہ کہین
تم بگڑ جاؤ گے تو کیا ہوگا	دل لگا لین گے ہم کہین نہ کہین
جا حسینون مین تو نہ اے دل زار	دیکھ پھنس جائیگا کہین نہ کہین
گل دن ہے اشنا ہو ور خیر تو ہے	تمسا نکلے گا کیا حسین نہ کہین
سیر گلشن کو جاؤن مین کیونکر	رنگت لاے دل حزین نہ کہین
اوٹھ گئے ایمان بچا تو بھلا ہے	جان دیدے دل حزین نہ کہین
خال رخ کی تمنا اے دل	وہ بگڑ جائے نکتہ چین نہ کہین
دل [illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible] ضیغم [illegible] نہ کہین

عزیز۔ جناب خواجہ عبدالعزیز صاحب تلمیذ حضرت میر کاظم علی خان شعلہ مرحوم

کوچۂ زلف مین نہ جائے دل — دیکھ پھنس جائیگا کہین نہ کہین
نظر آتی ہے خوش نصیبی سے — اچھی صورت ہین کہین نہ کہین
نقش پا بن کے اوسکے کوچہ مین — بیٹھ جائین گے ہم کہین نہ کہین

عزیز۔ جناب محمد عبدالعزیز صاحب شاگرد اشہر صاحب

زخم کھانا دل حزین نہ کہین — چور رہ جائیگا کہین نہ کہین
ضبط کرتا تو ہون مگر دل کو — پھونک دے آہ آتشین کہین
دل مرا بیسیر کروہ کہنے ہین — ہمسا ہوگا کوئی امین نہ کہین

ہچکیان آرہی ہین مجھکو عزیز
یاد کرتا ہو وہ حسین نہ کہین

غریق۔ جناب محمد عبدالرحیم صاحب شاگرد جناب منشی عبدالباری

جان سے الفت حسین نہ کہین — آفت آئے دل حزین نہ کہین
فصل گل آئی ہے جنون کے ہین دن — ٹکڑے اوڑ جائے آستین نہ کہین
ظلم اچھا نہین ہے اے گردون — پھونک دے آہ آتشین نہ کہین

یا محمد گناہ سے یہہ غریق
ہووے محشر مین شرمگین نہ کہین

فیض۔ جناب محمد عابد صاحب لکھنوی

آپنے سر بہت چڑھایا ہے — بل کی سے زلف عنبرین نہ کہین
میری اور غیر کی محبت کو — آزما لیجئے کہین نہ کہین
کوئی پامال ناز آج ہوا — ہو ہمارا دل حزین نہ کہین
نیند کا ہے خمار آنکھون مین — شب کو جاگے ہو تم کہین نہ کہین
کیون نہ اشکون سے تر رکھون دامن — پھونک دے آہ آتشین نہ کہین

ہم پرستان تک گئے اے فیض
اوس سا پایا مگر حسین نہ کہین

فاضل جناب میر محمد حسین صاحب شاگرد جناب حکیم میر بادشاہ علی صاحب لکھنوی

کیا ملیگا کوئی حسین نہ کہین — دل لگا لین گے ہم کہین نہ کہین
جستجو کر چکا زمانے مین — پایا تجھسا مگر حسین نہ کہین
وصل مین اس خیال سے چپ ہون — روٹھ جائے وہ نازنین نہ کہین
جان لیلے حضور عاشق کی — آپکی یہہ نہین نہین نہ کہین
خود بہی ہوگی مجہی سے آئینہ مین — دیکھنا چشم نرگسین نہ کہین
خانہ دل مرا جلانے کی — پا سیئے گا سزا کہین نہ کہین
بڑھ گئی حد سے اپنی آتش ہجر — خاک ہو جائین اب ہمین نہ کہین

اپنے فاضل کو کیون ستاتے ہو
جان دیدے وہ دل حزین نہ کہین

فریدی جناب قاضی محمد رفیع الدین صاحب

آپ سا ہوگا ناز نین نہ کہین
مجھ سا بھی ہوگا دل حزین نہ کہین

نیچی نیچی نگہ سے ظاہر ہے
چھپ کے جاتا ہے وہ کہین نہ کہین

میری برگشتگی سے بعد خدا
رہے گردش مین یہ زمین نہ کہین

اسلیئے آتے عیادت کو
کوئی مرجائے دل حزین نہ کہین

بے نقاب اسلیئے نہین ہوتا
فتنۂ حشر ہو یہین نہ کہین

اے فریدی اوڑ اسئے بوتل
پیجیئے گا چنان چنین نہ کہین

فائق جناب نواب میر حسین علیخان شاگرد جناب

تجھ سا بانکا کہین نہ کہین
ہمسا پیدا ہوا حزین نہ کہین

ہم سے لاغر بھی کم ہین دنیا مین
تم سا ہوگا جو نازنین نہ کہین

گریبان کر رہی ہے [illegible] مجھ
چونکہ [illegible] نہ کہین

کوچۂ یار سمین سے فائق
ہو وہ جنت کی سرزمین نہ کہین

قدیر جناب قادر حسین صاحب شاگرد مولانا ادیب

دیر و کعبہ پہ کچھ نہین موقوف
دل [illegible] نہ کہین

[illegible] دیکھو سنبل تر
[illegible] نکلا [illegible] نہ کہین

[illegible] ملیگا چین
[illegible] نہ کہین

[illegible] زلف کی گرہ مین اسے
گر پڑے یہ دل حزین نہ کہین

اور [illegible] قدیر وعدۂ وصل
ڈر ہے کہ [illegible] وہ نہین نہ کہین

قاسم ۔ جناب قاسم شریف صاحب پسر جان محمد صاحب شاگرد جناب ہاتف صاحب

تیرا کوچہ ہو یا تیری چوکھٹ — جان دیدینگے ہم کہین نہ کہین

جلوہ افروز ہین رسول اللہ — ہوگی یثرب سی بھی زمین نہ کہین

آسمان کی طرح سے چکر دے — تیرے کوچہ کی سرزمین نہ کہین

دامن گل رخسار مین اُلجھے — غیر ہو یار کے قرین نہ کہین

یا نبی حشر مین گناہون سے — پائے ذلت یہ کمترین نہ کہین

ابر مین منہ چھپا رہا ہے چاند — بام پر وہ مہ جبین نہ کہین

قاسم دل حزین کو حشر کے روز
ہو سکیگا آپ شاہِ دین نہ کہین

قانون ۔ جناب مرزا فتح اللہ بیگ صاحب منشی خزانہ

بے نیازی نیاز مندون سے — ہوگا تم سا بھی نازنین نہ کہین

مشکین دیوانہ محبت کی — باندھ لے زلف عنبرین نہ کہین

زلف و رخسار تیرے ایجانان — ایک کر دیوین کفر و دین نہ کہین

کہتے جاتے ہو حال دل قانون
سنکے اولٹے وہ آستین نہ کہین

جناب معجز صاحب

ذکر ہوتا ہے اون کی ابرو کا — تیغ چل جائیگی کہین نہ کہین

مین وہ بیکس ہون ای فلک پیر کہ	دفن کو بھی ملی زمین نہ کہین

گہات دشمن کی چل گئی مخبر
نکلو محفل سے اب تمہین نہ کہین

ماہر - جناب میرزا علی رضا صاحب تلمیذ حضرت سید محمد سلطان صاحب آذر دہلوی

اے فلک سوز دل سے ڈر میرے	پہونک دے آہ آتشین نہ کہین
کوچۂ یار مین چلو دیکہین	دل بیتاب ہو وہین نہ کہین
نہین پروا جو دل سلامت ہے	تسا ملجائیگا کہین نہ کہین

وصل کی شب گلہ نکر ماہر
یار ہو جاے خشمگین نہ کہین

مجاہد - جناب مجاہد الدین صاحب شاگرد جناب محمد حسین صاحب آصف

عہد مردن بھی بیقراری دل	رہنے دیگی تہ زمین نہ کہین
خنجر ناز کی عوض دل مین	تیر مژگان ہو جانشین نہ کہین

مہدوی - جناب سید عیسیٰ صاحب شاگرد جناب [illegible]

ہجر ساقی مین دل جلا ہے مرا	ساغر آب آتشین نہ کہین
آج بھی کل کی طرح ٹل جاے	وصل کا قول مہ جبین نہ کہین

مہدوی کو میان روز جزا
بہول جانا امام دین نہ کہین

جناب مدعا صاحب

تو پکڑ کر ڈورا اون کی گردن کا — پہنے زنار اہل دین نہ کہین
ولپہ کندہ ہے نام احمد کا — ڈر ہے مٹجاے یہ نگین نہ کہین

مدعا کچھ کہین تو یہ تو ہے
کہ اوسکے وہ نہین نہین نہ کہین

جناب منشی صاحب

تم چلو رہ روانِ ملک عدم — ہم بھی ملجائینگے کہین نہ کہین
چھوڑ دے ظلم اے فلک تجھے — پھونک دے آہ آتشین نہ کہین
جسکو فردوس جانتے ہین سب — ہو ترے کوچہ کی زمین نہ کہین

اک سوا کوے یار کے منشی
شاد ہوگا دلِ حزین نہ کہین

جناب منور صاحب

کرکے اقرار ناز نین نہ کہین — بولے منہ سے نہین نہین نہ کہین

جناب نجیب صاحب

شوق دیدار کھینچ لایا ہے — کھینچے مجھپر وہ تیغ کین نہ کہین
رال ٹپکی جو منہ پہ زاہد کی — اسکو سمجھا ہوا نگین نہ کہین
ہمسری کرکے اوسکی گیسو کی — ہو خطا وار مشک چین نہ کہین
یاد آتا ہے وہ مہ کامل — ہو یہی رات چودھوین نہ کہین
چھیڑتے ذکر وصل ڈر یہ ہے — کہ اوسکے منہ سے وہ نہین نہ کہین

جسکو کہتا ہے آسمان عالم — کوے جانان کی ہو زمین نہ کہین
تہ و بالا ہے آسمان و زمین — اوسنے اولٹی ہو آستین نہ کہین

ختم کر داستان عشق نجیب
تنگ ہون سنکے سامعین نہ کہین

نامی۔ جناب محمد محمود علی صاحب شاگرد جناب فکر

چاہیے ضبط گریہ عاشق کو — تر ہوا اشکون سے آستین نہ کہین
توڑ کر چرخ جاے عرش تلک — تیر آہ دل حزین نہ کہین
بزم مین مجھسے یہ ہوا ارشاد — کوئی بیٹھے مرے قرین نہ کہین
مثل امید پھر پلٹ جاے — آکے گھر تک وہ نازنین نہ کہین
اوڑ گئے دونون میری آہون سے — نہین ہی فلک زمین نہ کہین
سحر مین مبتلا کرے مجھکو — تیری یہ چشم سرمگین نہ کہین
دیکھ او چرخ مجدار سنبھل — پھونک دے آہ آتشین نہ کہین

خوب نکلینگے شعراے نامی
طرح ایسی ہوئی زمین نہ کہین

جناب ناظم صاحب

لیچلا ہے کدہر دل نادان — پھر ہنساتا ہے تو کہین نہ کہین
ہے دم نزع اور وہ کم سن — دل دہل جاے ہمنشین نہ کہین
سر پہ آفت جلانے لاے تھے — لیچلا ہو یہ دل وہین نہ کہین
جسکو ہم ڈھونڈ آے عالم مین — ہم نشین ہو وہ دل نشین نہ کہین

کیون ہوا اسدرجہ منتشر ناظم
یار مل جائے گا کہین نہ کہین

وفا جناب موید الدین صاحب شاگرد حضرت

احسن صاحب دہلوی

مولوی محمد [illegible] صاحب

ہم سا عاشق کہین نپاؤ گے
تم سے ملجائین گے کہین نہ کہین

غیر سے راز وصل کی باتین
تہنت آنکھون مین کیون کہین نہ کہین

بچتے رہنا وفا بلا ہے یہ
پہانس لے زلف عنبرین نہ کہین

واقف ۔ جناب سید مرتضیٰ صاحب شاگرد جناب

لاکھہ پردے مین تم چھپو لیکن
دیکھہ ہی لین گے ہم کہین نہ کہین

کردے اظہار راز بیتابی
وصل مین یہہ دل حزین نہ کہین

وصل کا وعدہ ہو چکا واقف
خوف ہے وہ کہین نہین نہ کہین

ہجر ۔ جناب آغا حسین مرزا صاحب لکھنوی ساکن حیدرآباد تلمیذ تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علیخان بہادر جنگ اسیر مرحوم

دہر فانی مین ہو مکین نہ کہین
ہے یہ قبر بھی زمین نہ کہین

دیکھہ او چشم دوربین نہ کہین
نظر آئیگا وہ حسین نہ کہین

دم مین آیا نہ خوبرو کوئی
آج چالین میری چلین نہ کہین

مجھ پریشان کو دفن کرتے ہو
خاک اوڑانے لگے زمین نہ کہین

میرے ہاتھون سنورکے وہ زلفین
ہون مجھے مار آستین نہ کہین

دل کو ڈھونڈو تو بزم یار مین ہجر
جاکے دیکھو تو ہو وہین نہ کہین

یعقوب جناب محمد یعقوب صاحب

چھیڑ کر وصل مین وہ کہتا ہے
مجھسا پاؤگے تم حسین نہ کہین

عشق گیسو ابھارتا ہے مجھے
پھر پھنسیگا یہ دل کہین نہ کہین

سنکے اشعار تیرے اے یعقوب
وجد مین آئین سامعین نہ کہین

غیر طرح فرمائشی

جناب حکیم مہدی حسن صاحب احسن

خوش مزہ ہے لذت از ہر ہلاہل آبمین
روز پیتا ہون بجھاکر تیغ قاتل آبمین

بہر غسل اوترا جو وہ لیلیٰ شمائل آبمین
گرد پھر کر بنگیا گرداب محمل آبمین

شکل مستسقی پڑی ہی جان بسمل آبمین
ڈوب اب مر شرم سے شمشیر قاتل آبمین

ہین طپان موجین جو شکل مہ ہے بسمل آبمین
کار خنجر کر گئی کسکی انامل آبمین

کیا تماشہ ہی لگی ہی دامن دریا مین آگ
اشک خونی مین دم گریہ جو شامل آبمین

کشتی مے اب چلی ساقی یہی تعبیر ہے
خواب دیکھا تھا کہ ڈوبی تیری محفل آبمین

خونبہاے کشتۂ الفت کی خسرو فکر کر
خون بہا ہی کوہکن کا ہو کے شامل آئین

قتل ہو کر زندۂ جاوید عاشق ہو گئی
چشمۂ آب بقا شاید ہے قاتل آئین

گوہر نایاب اوسکو تو بنا دے ای کریم
آبرو کا تجھسے جو قطرہ ہو شامل آئین

سیر دریا چاندنی مین کر رہا ہی وہ قمر
شرم سے ڈوبا ہوا ہی ماہ کامل آئین

ہر دہان زخم بسمل کہہ رہا ہی آب آب
کر گئی شاید کمی شمشیر قاتل آئین

ہی گلے تک آب خنجر اور بسمل تشنہ لب
کیا نہین رکھتا ہی حصہ اپنا ساحل آئین

تھم گئے آنسو جو دیکھا اوسنے خشم قہر سے
پی گیا مین گھولکر زہر ہلاہل آئین

ہای کیا شوق شہادت نے لہو پانی کیا
آب خنجر خونمین ہی خون بسمل آئین

لعل شرمندہ ہی تیرے لعل لب کے سامنے
گوہر خوش آب ہین دانتون کی قاتل آئین

پار اوترے گھاٹ خنجر کا لگا کر چار ہاتھ
چھوڑ دیتے ہین تشنا وہ بھی کہین دل آئین

کھین لب دریا جو اوس غنچہ دہن نے کلیان
بوے گل پھیلی رہی دو چار منزل آئین

جوش گریہ ہی پس مردن کہ وقت فاتحہ
ہین بجای خاک اوس تربت کے انامل آئین

آسمان ہی اسطرح طوفان آب اشک مین
تیرتا پھرتا ہو جیسے ساغر گل آئین

سیر دریا کا اگر صحرا مین ہو لیلی کو شوق
لیچلے طوفان اشک قیس محمل آئین

ہو گیا ہی صورت انجم منور ہر حباب
کیا نہاتا ہی کوئی زہرہ شمائل آئین

یاد ساقی مین بہا کر اشک چھلکاتی ہین جام
لطف بڑھتا ہی جو مے ہوتی ہی شامل آئین

ہر حباب بحر ہی صنعت مین شکل جام جم
پھر سجی یون نا ہوئی اپنی محفل آئین

جوش دریا مین صداے نالہ زنجیر ہے
قید ہی کوئی گرفتار سلاسل آئین

کیا لب جو ہو گیا دونا تری محفل کا لطف
عکس محفل سے نئی اک اور محفل آئین

اسقدر اسمین بھری ہی سوزش داغ فراق
آگ لگ جاے کہ تم رکھدو مرا دل آئین

دیدۂ پرنم مین احسن نقش ہے شکل صنم
کون کہتا ہی کہ ہی تشکیل مشکل آئین

قانع جناب سید عبدالقادر صاحب وکیل عدالتہاے سرکار عالی

اب تک نہ کہی بات جو کچھ دل مین ہے شرکی
تمنے جو نظر کی بھی تو دزدیدہ نظر کی

نظرون مین سمایا ترا نقشِ قدم ایسا
آنکھون مین رہی خاک تیری راہگذر کی

یون سوزتپ ہجر کے شعلے نہ بجھینگے
منت نکرونگا مین اگر دیدۂ تر کی

مرہم نے جراحت پہ کیا کام نمک کا
اب اور ہی حالت ہے میرے زخم جگر کی

جو بات نہو دل سے کرے دلپہ اثر کیا
تمنے عوض جور عنایت بھی اگر کی

ہے ہجر مین بھی پیش نظر وصل کا عالم
اے مرغ سحر تاب نہین بانگ سحر کی

بسمل کے تڑپنے کا مین انداز دکھاؤن
پرسش ہے مجھے تو ابھی دکھا تیغ نظر کی

زندہ نکرو تم تو مجھے کون جلاے
امداد بشر کرتا ہے آپس مین بشر کی

وہ دست حنا بند ہو خون سے مرے ایکا نش
جانباز ہون قانع مجھے پروا نہین سر کی

نواب مرزا خان داغ

انکی والدہ کا نام چھوٹی بیگم ہے وہ محمد یوسف سادہ کار کشمیری کی دختر نیک اختر ہین
جنکا نام ناظرین مین شمس ہو اور حالات مشہور و معروف ہین۔ مرزا داغ کا قول ہے کہ مین نواب
شمس الدین خان رئیس دہلی کا خلف الصدق ہون واللہ اعلم تحقیق یہ ہے کہ بیگم مرحومہ
اور نواب شمس الدین تو نہایت ہی حسین و خوشرو و خوش وضع تھے مگر تعجب ہے کہ یہ اون کے
فرزند ایسے کیون پیدا ہوئے۔ مثل مشہور ہے (باپ پوت پرا پت گھوڑا بہت نہین تو
تھوڑا تھوڑا) کرا ہے کو نواب زادہ سمجھتے ہین۔ ان کے خاندانی حالات مفصل کہنا خلاف
تہذیب ہے لہذا قلم انداز کر کے اور اور حالات عرض کرتا ہون۔ یہہ ایک مدت دراز تک نواب
صاحب مغفور رئیس رامپور کی سرکار مین داروغہ اصطبل رہے اور پچاس روپیہ ماہوار پاتے
تھے شاید کچھ اور بالائی آمدنی ہو۔ فلک ناہنجار کو ان کا اصطبل مین بھی رہنا ناگوار ہوا یعنی
بعد انتقال نواب صاحب مرحوم کے انکا قطع تعلق ہوگیا مجبوراً رامپور چھوڑنا پڑا۔ دہلی کی
سکونت اختیار کی۔ لوگون نے ان کے کان بھر دیئے اور اسبات کا یقین دلایا کہ حیدرآباد
مین ادنیٰ اور اعلیٰ سب آپکی ملاقات کے بدل مشتاق ہین بلکہ آپ ہی کا کلمہ پڑھتے ہین۔ لیجیے
اب تو عرش اعلیٰ پر دماغ ہوگیا بہرحال حیدرآباد پہنچے۔ سب کو بذریعہ تار کے اپنے آنکی
خبر دی لطف یہ ہے کہ حضرت بندگان عالی کو بھی تار دیا کہ مین حاضر ہوتا ہون۔
چہ خوش۔ حسن اتفاق سے مولانا سیف الحق ادیب جنہون نے انکی پیشوائی کے لیے
اپنے معزز احباب کو تکلیف دی تھی مع احباب اسٹیشن پر دیر کر کے پہنچے ریل آچکی تھی۔
داغ صاحب نے اوترکے جو دیکھا کسیکو نپایا بہت ہی جھلائے اور دل ہی دل مین طیش
کھانے لگے۔ راستے حکیم خیر صاحب بھی بمبئی سے آتے تھے اونہون نے بگھی پر بٹھالیا اور
اپنے مکان پر لیگئے۔ یہ سب صاحب وہان پہنچے دیکھا داغ صاحب کی تیوری چڑھی ہے
مولانا ادیب سے چین بجبین ہوکر گفتگو کی وہ تو ایسے لایق اور سنجیدہ آدمی ہین فوراً

اس گلدستہ کی استعانت موقوف کی اور لفظ سرپرستی جو ٹائیٹل پر لکھا جاتا تھا
اوٹھا لیا۔ شاید یہ سمجھے ہون کہ اگر راجہ صاحب کی استعانت نہو گی تو یہ گلدستہ بند
ہو جائیگا۔ سبحان کیا کیا خیالات ہین۔ اگر سید ہے مشاعرے مین پہلے آتے
تو اعتراض کیون ہوتے تھا۔ فصاحت ہی نہ اوٹھ جاتی۔ مگر یہ کیون کرتے
پسر شان ہوتی۔ داغ صاحب کے اگر کل حالات لکھے جائین تو ایک دفتر
ہو اتنی گنجائش ہمارے گلدستہ مین کہان وہ تو ہم نے ناظرین گلدستہ
بذا سے وعدہ کیا تھا بدینوجہ کچھ حال لکھدیا۔ اِن کا پہلا دیوان فی الجملہ ٹھیک ہے
مثنوی اور دوسرا دیوان تو بالکل گرا ہوا ہے۔ اور لاکھون غلطیون سے
مملو ہے۔ گلزار داغ کی نسبت لوگون کے طرح طرح کے خیالات ہین جنکو ہم
نہین لکھ سکتے مگر خیال کرتے ہین تو ہمکو خود خلجان پیدا ہوتا ہے۔ اور
واقع مین اگر ان کا پہلا دیوان اور دوسرا دیوان رکھکر انصاف کی نظر سے
دیکھا جاے تو زمین و آسمان کا فرق معلوم ہوتا ہے۔ انکا کلام عام پسند
ہونیکی یہ وجہ ہے کہ معاملہ بندی اور صاف بندش پر بہت نظر رکھتے ہین
مگر اوسمین بھی جا بجا غوطہ کھاتے ہین۔ بعض ایسے محاورہ انکے کلام مین ہین
کہ نہ وہ دہلی کے ہین اور نہ لکھنؤ کے انتخاب مین ملاحظہ ہو۔ جب کبھی مضمون
کی طرف توجہ کرتے ہین تو رہجاتے ہین اور کچھ عجب بھدّا سا شعر نکلتا ہے
جسکے معنی سمجھنا بھی دشوار ہوتا ہے بلکہ وہ خود ہی بے معنی ہوتا ہے۔ ہرچند
انکے کلام پر لاکھون اعتراض ہوے مگر ایک کا بھی جواب ندیا۔ گویا تسلیم کرلیا
لکھنؤ کے اخبار آزاد نے وہ وہ اعتراض کیے کہ گھبرا اوٹھے۔ انکی ایک اور بھی
عادت ہے غیر مطبوع کلام پر اگر کسینے اعتراض کیا انھون نے چھپنے سے اوسکو دیوان
مین سے کاٹ دیا چنانچہ اخبار آزاد کے اعتراضون کی نسبت ایک اپنے مہربان کو جنکا ذکر

ہم اوپر کر چکے ہین ۱۵ شعبان سنہ ۱۳۱۲ھ کے رقعہ مین تحریر فرماتے ہین (جو اعتراض اخبار آزاد نے
کیے مین سنے وہ تصنیف نکال ڈالی قصہ پاک ہوگیا وہ تصنیف جسمین جھگڑا ہو کیون رکھون
اگر مین اون اعتراضون کو قبول کرکے لکھ بھیجون تو کیا حرج ہے بلکہ یہی ارادہ ہے) بی ان
ابجز قبول کر لینے کے اور آپ کر ہی کیا سکتے ہین۔ کلام ہی قابل اعتراض ہے لیجئے ملاحظہ کیجئے
لذت سیر دگر چشم تماشا لیگی ؛ ایک بار اور بھی دنیا ابھی پلٹا لیگی۔ اگر داغ صاحب کبھی محاورات
اور تشبیہات کے وسیع میدان مین قدم رکھتے ہین تو ایسے شعر کہتے ہین کہ جسکی فارسی اضافتین
مصرع کو بھدّا اور بے معنی کردیتی ہین جیسا کہ مصرعہ اولا سے ؎ دل کا سرمایہ وہ دزدیدہ نظر
لیا لیگی ؛ اور تنہا بھی پڑے گا اوسے جتنا لیگی۔ اسکے معنی مین ایسا فتور ہے کہ شعر کا مآل نہین معلوم
ہوتا ہے کہ دزدیدہ نظر سرمایہ دل کا معاوضہ کس چیز سے کرے گی اور کیون اوسکو دنیا پڑے گا
ہر شعر کا کچھ ربط وضبط اور نتیجہ ایسا گول گول ہوتا ہے جسپر اعتراض کیواسطے ہمکو لفظ بھی نہین
ملتے جو نقص شعر کے ہم آنکھ سے دیکھ رہے ہین یا اور صاحبان مذاق دیکھتے ہین اوس کا اثر دل پر
خوب ہوجاتا ہے اور یہی بات ہے کہ معقول کیفی کا بیان مشکل ہے ؎ شکوہ دہر نہ بیداد فلک
کی فریاد ؛ حشر مین خلق خدا نام تمہارا لیگی۔ اسکے مصرعہ اول مین خبر محذوف ہے اور ایسے موقعہ پر خلاف
فصاحت ہے کاش یون ہوتا ؎ گلہ دہر کریگی نہ فلک کی فریاد۔ اور شکوہ دہر کے مقام پر گلہ دہر
زیادہ مربوط ہے کیونکہ شکوہ کی لفظ ذوی العقول کیواسطے زیادہ مناسب ہے ؎ پردہ در ہو گی محبت
یہ خبر تھی کسکو ؛ ہاتھ مین دامنِ یوسف کو زلیخا لیگی۔ یہان تو ردیف کو شعر سے کوئی نسبت ہی
نہین بلکہ جو شاعر کا مطلب ہے وہ موزون بھی نہ ہوسکا ؎ ایک مدت سے ہے برباد ہماری مٹی ؛
دیکھئے کب ترے دامن کا سہارا لیگی۔ (مٹی) کی جگہ خاک یا غبار کا لفظ فصیح ہے اور زیادہ
شاعرون نے بھی لکھا ہے کہ ہماری خاک برباد ہے۔ افسوس یہ نازک باتین ابھی داغ صاحب کی سمجھ مین
نہ آئین کہ مٹی خاک مین کسقدر فرق ہے ؎ شب کو دیکھے گا جو یہ داغ دل وچاک جگر ؛ خوف سے
کاہکشان دانتون مین تنکا لیگی -- یہ کیا خوب آپ فارسی کی اصطلاحات کی بھی مٹی خراب کرتے ہین۔
(خس بدندان گرفتن) اور (کاہ در دندان گرفتن) یہ اصطلاح ایسے مقام پر صرف ہونا چاہیے
جب کوئی شخص مغلوب ہو اور عاجزی کرے نہ کہ خوف کی جگہ۔ آپکو غزل مین اسکے نظم کرنیکی کیا ضرورت
شدید تھی اور اگر ایسے ہی دل چاہتا تو کسی لغت مین پہلے دیکھ لیا ہوتا ؎ خیر ہے خوابِ شب
وصل مین اسے آہ رسا ؛ کام بنی ہوگا سوتے کو اگر پالیگی۔ محض مہمل شعر ہے کچھ بھی نہین مفہوم

کا لطف اور نہ محاورہ کا مزا اور جیسا کہ اکثر عاشق دل سے وہی الفاظ نکلتے ہیں کہ آہ سنا اوسکو بنا
تو کیا کرے کا گھونٹ دے یا کچھ ۔ یہ بنا دے سے درد و غم رنج والم مراد لیے کیا کیا کچھ اور کیا کیا
میری خواہش بچالیگی۔ اس شعر میں ساٹھ سے تین جگہ کیا کیا کیا کیا بالکل فصاحت کے خلاف ہے
سے اوپری دل ہی سے اس دل کے خریدار ہو جسکو تم اوسے اوسی چیز کو دنیا لیگی ۔ (ہی) بالکل
بے ربط اور نازیبا ہے کیونکہ اوپری خود ایک ہی کا مخفف کثرت استعمال سے ہو گیا ہے سے دل سودہ زدہ
از راہ محبت لیگا عقل ایمانی نہیں ہے جو یہ سودا لیگی ۔ کیا اردو سے معنی ہیں خدا معلوم دل سودا زدہ کیا شے
از راہ محبت لیگا عقل جو سودا لیگی وہ کیا شے ہے ۔ اگر لفظ سودا کو خبر سمجھ لیا جاوے تو لطف قافیہ بھی نہیں
رہتا اور بندش میں بھی فرق پیدا ہوتا ہے سے دل کا بوسہ تری زلفوں سے بنا رکھا تھا کیا خبر تھی کہ نگہ
مفت میں ہتیا لیگی ۔ دل کا بوسہ زلفوں سے بنا رکھنا یہ معنی دارد بوسہ بنانا تو ہم نے آجتک نہیں سنا او
کسنے بنایا تھا اور کسکی نگہ نے ہتیا لیا داغ صاحب کی دوسری غزل جو جریدہ روزگار میں چھپی ہے
سے کعبے میں جلوے یہاں کیسے کیسے عیاں کیسے کیسے نہاں کیسے کیسے (یہاں) سے مراد کیا ہے
اگر معشوق حقیقی کا جلوہ ہے تو دنیا میں یا کعبہ میں یا دیر میں یا کہیں کیونکہ اوسکے واسطے تخصیص کی
کوئی ضرورت نہیں مگر قید مکان اور مقام کا لطف زیادہ ہے ابہام سے تو فقط شاعر کا مکان سمجھ لینا چاہیے
بلکہ وہ جگہ کہ جہاں شعر موزوں کیا ہے ۔ اور اگر معشوق مجازی ہے تو اوسکا ٹھکانا بھی ہونا چاہیے شاید یہ مراد ہو
کہ محبوب کج کی کمان میں سے نشیب و فراز اونکو بہما سے کیا کیا ملا سے زمین آسمان کیسے کیسے ۔ زمین آسمان کے
قلابے ملانا محاورہ ہے سنا یا کبھی مجکو مجرم وہ ناحق ملایا کیے ہاں میں ہاں کیسے کیسے ۔ یہاں ردیف کا مزا
جاتا رہا کیسے کیسے کے بعد کچھ تخصیص کی بھی ضرورت تھی سے ملی زاہد پیر کو حور تو یہ وہاں ہونگے رعنا جوان
کیسے کیسے ۔ جنت میں ہر شخص جوان ہو کر داخل ہوگا زاہد نے کیا خطا کی ہے کہ وہ بیچارا بوڑھا ہی رہے سے
قد آثار عشرت نہ سامان راحت نشان سے ہوے بے نشان کیسے کیسے ۔ نشان عشرت اور نشان راحت
جب تسلیم کر لیا گیا تو شعر کی بے ربطی رفع ہو مصرعہ ثانی اچھا ہے مگر مصرعہ اول اوس سے چسپاں نہیں صاحب
نشان کو بے نشان کرنے کے لیے ایسے مضمون کی ضرورت ہوتی ہے جیسے خواجہ حیدر علی صاحب آتش مرحوم
کا شعر سے نہ قبر سکندر نہ ہے گور دارا مٹے نامیوں کے نشان کیسے کیسے ۔ کرہ تو ایک ایک
گنبد سکا ہے یہ لوگ تھا نام و نشان کہ جب نشان مٹ گئے تو آثار عشرت اور سامان راحت تو نشان ہی کیا ہے جو
بے نشان ہونگے سے چھٹے قافلہ والے اول ہی منزل پڑے رہ گئے ناتوان کیسے کیسے مصرعہ اول
میں تو زمین کی ضرورت آخر مصرعہ میں بھی یعنی چھٹے قافلہ والے اول ہی منزل میں مصرعہ